REGISTERED L. No. 89

نور افشاں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آکے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہی

نمبر ۴۷ | ہر ہفتہ بروز جمعہ لودیانہ سے شایع ہوتا ہی | ۱۹ نومبر ۱۹۰۹ء | جلد ۳۷

خاص نور افشاں کے پڑھنیوالوں کیلئے

اِنعام! اِنعام!!

جو نور افشاں کا خریدار ایک نئے خریدار کا نام معہ ایک سال کی قیمت واسطے ۱۹۱۰ء کے بھیجے اسکو ذیل کی کتابوں میں سے ایک کتاب بطور انعام کے ملیگی +

موازنہ مذہب - رومن اُردو +

گنجینہ اسلام - رومن اُردو +

سمپردائے - فارسی اُردو +

ستھیارتھ پرکاش درپن - فارسی اُردو +

یا ہماری فہرستوں میں سے رسالجات ۸ر قیمت تک محصولڈاک معاف - شرط یہہ ہو کہ قیمت اخبار دسمبر ۱۲ سے پیشتر ہم کو پہنچے +

ای - ایم - وہری ایڈیٹر نور افشاں لودیانا

سنڈے اسکول کے پرچے

دو قسم کے پرچے لودیانہ بک سٹور سے ملسکتے ہیں

۱ - سبق معہ تشریح -

جو ہر ہفتے کے لئے تیار کی جاتی ہے - قیمت ۲ر فی پرچہ فی سال کے واسطے ۸ کاپی فی سال ایک روپیہ محصول علاوہ - اگر ۸ کاپی سے کم ہو تو بھی ایک روپیہ میں جائیگا +

۲ - تصویر دار پرچے -

۲۵ عدد فی سال قیمت ایک روپیہ

یہہ تین مہینوں کی قسطوں میں وی - پی - کرکے بھیجے جاوینگے - چاہئے کہ اس کے لئے درخواستیں پادری ای - ایم وہری صاحب ڈی - ڈی لودھیانہ بھیجی جائیں +

سی - ایل - ایس کی کتابوں کے واسطے

پادری ای - ایم - وہری صاحب کو درخواست کی جاوے +

فہرست مفت بھیجی جاتی ہی -

ہم کُتب فروشوں کے ساتھ بندوبست کرنا چاہتے ہیں +

جو صاحبان پانچ روپیہ یا زیادہ کی کتابیں منگوائیں تو اُن کو ۲۵ سے ۳۳⅓ روپیہ فی صدی ڈسکونٹ کتب فروشوں کو دیا جاویگا +

یہہ کتابیں کرسچن سٹور لودیانہ یا پنجاب ریلجس بک سوسائٹی لاہور سے بذریعہ وی - پی یا نقد قیمت پر ملسکتی ہیں -

نور افشاں

لودیانہ - جمعہ - ۱۹ - نومبر ۱۹۰۹ء

مسیحی خاندان

نمبر ۲

مسیحی خاندان کی عظمت

اس خاندان کا بانی خدا ہے - خاندانوں سے کلیسیا بنی ہے - جس کے بعد سلطنت کی بنیاد پڑتی ہو - اور یہ تینوں انسٹی ٹیوشنس خدا ہی کی طرف سے ہیں - کلیسیا یا مسیحی جماعت جس میں بہت سے خاندان شامل ہوتے ہیں ایک پاک جماعت ہو - جس کا سردار خداوند یسوع مسیح ہے - یہ وہ جماعت ہے جس کے لئے خدا کا کلمہ مجسم ہوا - کفارہ ہوا - زندہ ہوا - بادشاہی ہے کر پھر آنے والا ہے - جس کے لئے حال اور استقبال کی چیزیں اور بلندی اور پستی سب کچھ ہے - جس طرح سے یہ مجموعہ خاندان ہو کر پاک کہلاتی ہے - اسی طرح سے ہر ایک خاندان پاک ہے - جس میں خدا بستا ہے - کلیسیا خدا کی ہیکل کہلاتی ہے اور ہر ایک خاندان و ہیکل کی عمارت کی بطور ایک اینٹ کے ہے - ایک بدن میں ملکر اور جُڑکر ایک مقدس ہیکل بنجاتی ہے - جس کا خدا یہوواہ ہے جیسا کہ ہم نمبر اوّل میں دعا کے بیان میں ذکر کر آئے ہیں - دعا کے ذریعہ سے خدا سے یہ خاندان ملاقات کرتا ہے اور قرب الٰہی میں سرفراز ہوتا ہے خاندانوں کے اکٹھا ہونے سے سلطنت کی بنیاد پڑتی ہے - اسلئے خاندان اوّل اور ضروری انتظام ہے - اس لئے خدا کے کلام میں ہم بہت سے خاندانوں کا مفصل حال پڑھتے ہیں ابراہام کے خاندان کا حال - یعقوب کے خاندان کا حال جس میں ہم خاندانی اختلاف کا عجب حال پڑھتے ہیں جس میں والدین کے رو و رعایت کرنے کا کیا بُرا نتیجہ ہوتا ہے - اور خاندان تتر بتر ہوتا ہے - اور یہ تمام بیانات کلام الٰہی میں ہماری نصیحت کے لئے لکھے گئے - پھر ہم ایوب داود اور ایلی کے خاندانوں کا حال بھی بائیبل میں پڑھتے ہیں جنکے احوال حیرت بخش ہیں - بے پروائی اور غفلت سے کیسے بُرے بُرے نتیجے اُن کو اٹھانے پڑے - ایلی کے بیٹے گناہ کرتے تھے پر اُن کے باپ نے ان کو مطلوب تنبیہ نہ دی - اور وہ بالکل ہلاک ہو گئے - خاندانوں کو ڈسپلین کی بڑی ضرورت ہے نہیں تو لاپرواہی اور غفلت سے خاندان کی تباہی وقوع میں آتی ہے اسلئے سب سے زیادہ ضروری اور لازمی بات ہر ایک خاندان کے لئے تعلیم کی اور دینی تعلیم کی بڑی ضرورت ہو خدا کے کلام کی تعلیم خاندان کے لئے خاص روحانی غذا ہے جس کے بغیر کوئی مسیحی خاندان نہیں بن سکتا نہ بڑھ سکتا ہے -

تعلیم دو طرح کی ہے اول دنیاوی تعلیم - دوئم دینی تعلیم اور ہر دو ضروری اور لازمی ہیں - اور چاہیے کہ مسیحی خاندان ان دونوں میں خاطر خواہ ترقی کریں -

دنیاوی تعلیم - نہایت ضروری ہے کہ مسیحی خاندان کے لڑکے اور لڑکیاں اعلیٰ تعلیم حاصل کریں - کیونکہ ہر ایک کو زمانہ کے ساتھ چلنا پڑتا ہے - اور اگر ایسا نہ کیا جاوے تو وہ قوم جس کے لوگ ایسا نہ کریں پیچھے رہ جاویگی اور اس کی دنیاوی حالت ذلیل ہوگی - اور گذر اوقات بھی تنگ ہو جاویگی اور اس کا نتیجہ زوال اور پستی ہوگی - اسلئے ضرور ہے کہ مسیحی خاندان کے نوجوان رفتار زمانہ کے حسب حال ہر علم و فن میں ترقی کریں - بی - اے اور ایم - اے ہوں - بیرسٹر ہوں - انجنیئر ہوں - اور ہر ایک پہلو میں دوسروں سے پیچھے نہ رہ جاویں - خوشی کی بات ہے کہ مسیحی نوجوان اس زمینے میں دوسری اقوام کے ساتھ مقابلتاً دم مارتے ہیں پر ہم کو افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اکثر نوجوان ایسے کوتہ اندیش نکلتے ہیں کہ وہ کسی امر میں بھی کوشش نہیں کرتے اور محض بیکار اور آوارہ گرد ہو جاتے ہیں - افسوس کے ساتھ ہم کو اسبات کا اقرار کرنا پڑتا ہے اور ایسوں سے ہماری منت ہے کہ اب بھی کوشش کرو اور اگر تحصیل علم کا زمانہ گزر چکا ہے - تو کم از کم کوئی مفید پیشہ یا دستکاری ہی سیکھ لو - تاکہ دوسری اقوام سے فضیلت نہیں تو بھی برابری کا درجہ تو قائم رہے ورنہ ایسوں کی حالت بالکل قابل رحم ہو کر ان کی بربادی کا موجب ہوگی ◆

آج کل زمانے کا ایک عجیب رنگ پلٹتا نظر آرہا ہے

نئی باتیں نئے خیال نئے فیشن نئی نئی تجویزات اور نئی روشنی کے نئے اور عجیب آثار یہ سب باتیں اب مختلف پیرایوں میں دیکھی جاتی ہیں - اور بہت کچھ تبدیلی اور انقلاب ہر ایک امر میں عجیب کیفیت پیدا کر رہا ہے - پولیٹکل معاملات کے لحاظ سے بہت کچھ نظر آرہا ہے اور ایسا ہی حال مذہبی عالم میں بھی صورت پکڑ رہا ہے - گویا ہر ایک طرح کی باتوں میں کچھ کا کچھ ہوتا ہوا دیکھا جاتا ہے - خیالات اور عملی باتوں کا میدان کسی قدر وسیع پیمانے میں پھیلتا ہوا نظر آتا ہے - پر حقیقتیں [illegible] چھپ نہیں سکتے - حق اور سچ ہمیشہ ایسا ہی نکلیگا - کچھ عرصہ ہوا کہ "پرکاش" میں "عیسائی مشن" کے عنوان سے ایک طویل مضمون درج ہوا تھا - جس میں ابتدا زمانہ مسیحی سے آجتک کی ترقی مذہب عیسوی کا مفصل ذکر کیا گیا تھا - اور ہندستان مشنوں کے کام کا بھاری کی مالی آمدنی کی رقومات کا ذکر کیا تھا - اور مشنری محنت اور کوشش کی بڑی تعریف کی تھی - اس کام کے نتیجے کا ذکر کرتے ہوئے جو مشنری صاحبان اپنے اصلی مقصد کے لئے کرتے ہیں - اخبار موصوف معترف تھا کہ عیسائی پادریوں کی سرگرمی نے ہندو مسلمانوں کو جگا دیا " اور

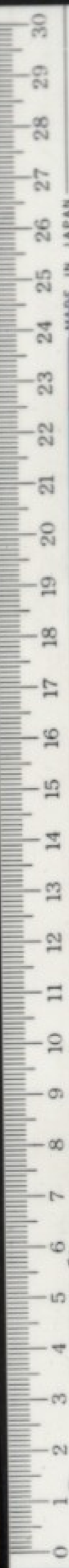
ایک اور فقرہ ہے کہ "انہوں ہی نے یعنے پادریوں نے ہندو مسلمانوں کو اپنے اپنے مذہب کی اصلاح کی جانب راغب کیا۔" ان ہر دو بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ مشنری صاحبان کی اتنے سالوں کی محنتیں ضائع نہیں ہوئیں۔ بلکہ تمام کوششوں اور محنتوں نے آخر کار یہ نتیجہ پیدا کیا ہے کہ خاص یہ دو بڑے مذہب والے فرقے جاگ گئے ہیں اور اب وہ اپنے مذاہب کی اصلاح کرنے لگے ہیں۔ اب اس سے زیادہ مشنری صاحبان ایک اور بات کی بھی اُمید رکھتے ہیں کہ اس پہلے قدم کے بعد دوسرا قدم بھی اُٹھایا جاوے جبکہ یہاں تک پہونچ چکے ہیں تو سچائی کی تلاش بخوبی کریں اور ساری باتوں کو آزما کر بہتر کو اختیار کریں۔ مشنری صاحبان کا یہی مطلب نہیں ہے کہ جاگ کر لوگ اپنے ٹوٹے پھوٹے عقیدوں کی مرمت کریں اور بس بلکہ اصل غرض ہے کہ اُن سے بہتر اصولوں کی طرف رجوع لاویں۔ کہ جن سے نجات حاصل ہو سکے۔ ہم کو پرکاش کا یہ فرمانا کہ "البتہ ہم اس قدر کہنے میں راستی پر ہیں کہ ہر مذہب کو اشاعت کا موقعہ ملنا چاہئے تاکہ ہر مذہب گویا بازار میں آجائے جو کہ اچھا ہوگا۔ وہ مقبول ہوگا" بہت اچھا معلوم ہوتا ہے اور بالکل ٹھیک ہے اس کی نسبت ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ:۔

آجکل یہی صورت موجود ہوگئی ہے کہ ہر ایک مذہب کھلے طور سے بازار میں آیا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ پر ہم کو بڑا افسوس اسبات سے آتا ہے کہ لوگ متعصب بنجاتے اور حق پر پردہ ڈالنے کی بہت کوشش کرتے اور سچائی کو دبانا چاہتے ہیں اور یہی ظلالت میں پڑے رہنے کا سبب ہوتا ہے۔ کاشکہ اس سے آگے دوسرا قدم اُٹھتا اور بزدلی اور ہٹ دھرمی کو ایک طرف کرکے بہادر بن کے فوراً مسیح کو سچ کہکر اُس کو اختیار کر لیتے تو اب تک حالت بہت کچھ بہتر نظر آتی۔ پر ایسی حالت نہیں ہے بلکہ اس کے برعکس ابھی تاریکی اور غلطی میں پڑے رہنا چاہتے ہیں جس کو خود اندھیر مان چکے ہیں۔ اور باوجود روشنی میں آنے کے اندھیرے میں رہنا پسند کرتے ایسے جاگنے سے کیا فایدہ؟ اے پیارے ہموطنو آفتاب صداقت صبح کی رونق و درخشان و عظمت کیساتھ چمک چکا ہے اور اندھیرا دور ہو چکا ہے۔ بلکہ اب وہ نصف النہار پر ہے ضرور ہے کہ اُسکی روشنی میں آکر حقیقت کو دیکھو اور تاریکی کے لاحاصل کاموں سے جو ہلاکت اور بربادی کا سبب ہیں پرہیز کرو تو آپ کا بھلا ہوگا۔ ورنہ ہلاکت میں کچھ شک نہیں۔ کیونکہ مصنوعی باتوں سے اصلی مطلب ہرگز ہرگز نکل نہیں سکتا۔

ہمعصر پرکاش لاہور مطبوعہ ۷ نومبر ۱۹۰۹ء پیارے لعل نارائن جی کی قلم سے لکھا ہوا ایک مضمون بعنوان "اکیسویں صدی کا ریفارمر" درج ہوا ہے جسمیں راقم نے حسب معمول آریہ صاحبان عیسائیوں اور محمدیوں کو بُرے ناموں سے پکارا ہے اور عجیب طرح کی ہنسی اڑائی ہے ہم نہیں جانتے کہ ایسے مضامین کے لکھنے سے پبلک کو کیا فایدہ پہونچ سکتا ہے۔ اُس کے چند فقرے ذیل میں ہیں ہر ایک محمدی عیسائی کا دشمن جان ہے اُس کے سایہ کو آسیب سمجھ کر اُس سے دور ہی رہنا چاہتا ہے لیکن جب عیسائی باہر نکل کر اپنے ڈھول کی آواز رشی کے برخلاف بلند کرتا ہے محمدی صاحبان دوڑ کر اسکے ارد گرد جمع ہو جاتے ہیں اور ڈھول کے ساتھ اپنی نفیری کو پھونکنے لگتے ہیں اور اس زور سے پھونکتے ہیں کہ اپنے ہی کان گنگ اور آواز کرخت کر بیٹھتے ہیں"۔ خوب ہنسی کی ہے شاید کوئی عیسائی ایسا کرتا ہو۔ عیسائی رشی دیانند کے دشمن تو نہیں ہیں۔ اُن کو کیا ضرورت ہے کہ اپنے ڈھول کی آواز رشی کے برخلاف بلند کریں۔ مبشران مسیحی تو انجیل کے مژدہ نجات بخش کو پیش کرنے والے ہیں ان کو کچھ ضرورت نہیں ہے کہ ناحق سر دردی کر کے کسی کی مخالفت میں ڈھول بجایا کریں لیکن جب آریہ صاحبان کھڑے ہو کر سوامی دیانند کی بے نظیر خوبیوں کی ڈینگیں مارنے لگتے ہیں تو کچھ جواب دینا پڑتا ہے اور اُنکی پیش کردہ تعلیمات کو عقل کی کسوٹی پر لگانا پڑتا ہے تو پھر بیچارے آریہ صاحبان بغلیں جھانکنے لگتے ہیں اور کچھ جواب بن نہیں پڑتا۔

ایک اور فقرہ ذیل میں ہے "محمدی اور عیسائی زر زمین اور زن کا لالچ دیکر ہندوؤں کو اپنے میں شامل کر رہے تھے۔ ہزاروں کی تعداد میں ہندو اُن کا شکار ہو رہے تھے۔ عیسائی چور پر مور کے مصداق محمدیوں پر ہاتھ صاف کرنے سے بھی در گزر نہیں کرتے تھے"۔ آریہ صاحبان کو عموماً اور راقم مضمون کو خصوصاً ہم جتانا چاہتے ہیں کہ ایسی لغویات سے کوئی سچائی کھل نہیں سکتی۔ صداقتوں کو پیش کرو۔ تب لوگ خود ہی حق کے قایل ہو جاوینگے ورنہ ایسی لاف گذاف سے کیا حاصل ہے۔ ایک فقرہ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ مہاشہ تحریر کرتے ہیں کہ "یہ سب (مراد ہندو۔ محمدی۔ عیسائی) رشی کے ممنون احسان ہوتے پر بھی رشی کو ہدف ملامت بنانے کے وقت اکٹھے ہو جاتے ہیں"۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ رشی نے ان فرقوں کو کیونکر ممنون احسان بنایا جس حال میں کہ اُن کی مخالفت میں اپنی تصنیفات میں بُرا بھلا کہا۔ ہاں آریوں کو ممنون احسان بنایا تو بنایا لیکن ان فرقوں کے حق میں ایسا کہنا بالکل درست نہیں ہے۔

گذشتہ ہفتے کے آخر میں پنجاب مشن میٹنگ کی کارروائی ختم ہوئی بہت سے ضروری کام اس جلسے میں کئے گئے جنکی تعمیل آیندہ سال میں عمل میں آویگی ذیل کی تبدیلیاں وقوع میں آئیں دو مس صاحبان ہوشیارپور سٹیشن کو تبدیل ہوئیں اور پادری جونس صاحب وزیرآباد کو اور پادری گولڈ صاحب لودیانہ کو ڈسٹرکٹ مشنری کے کام کے اہتمام کے



ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز کو جواب

اقول۔ جب مخالفت ہوتی ہے تو ضرور دونوں طرف سے ہوتی ہے۔ ان کے برخلاف سازشیں کی جانے لگیں تو وہ کیونکر برداشت کر سکتے تھے۔ اس لئے تو وہ لڑائی پر آمادہ ہو گئے۔ اور مسلمانوں کو بھی اُن کے ساتھ لڑنا ضروری ہوا غرض لڑائی کی بنیاد ہمارے خیال میں مذہب کا معاملہ ہی تھا۔ اگر یہ نہیں تھا تو ایڈیٹر صاحب بتلا دیں کہ دوسرا کیا معاملہ تھا؟ جب اُن کو کافر اور دوسرے بُرے ناموں سے پکارا جاتا تھا تو وہ کیوں برانگیختہ نہ ہوتے؟ اگر محبت کام میں لائی جاتی تو اُمید ہے کہ وہ ایسا ہرگز نہ کرتے جیسا اُن کے ساتھ سلوک ہوتا تھا ویسا اُس کے عوض میں وہ لوگ کرتے تھے۔

قولہ۔ میں خیال کرتا ہوں کہ اس الزام کے بے بنیاد ہونیکا کافی ثبوت ہو چکا ہے۔

اقول۔ واہ صاحب عجیب فیصلہ ہے۔ ثبوت کیا جا کون ہی دلیل سے اس کا رد کیا۔ رد میں کون سی واضح آیت پیش کی؟ ایک بھی نہیں بلکہ آپ کا صاف ایجاب و قبول تمام مضمون میں نظر آتا ہے۔ دفاعی جنگ کے آپ قایل۔ کافروں مشرکوں کے مقابلے کے آپ قایل۔ عہد کے توڑنے والوں سے جبر کرنے کے آپ قایل۔ دشمنوں کو روکنے کے لئے تلوار اُٹھانے کے آپ قایل۔ جنگ کرنے کی اجازت کے وجوہ کے آپ قایل۔ پس جب ان تمام باتوں کو خود تسلیم کرتے ہو تو پھر انصاف سے کہو کہ کافی ثبوت ہو چکا؟

قولہ۔ یہ امر بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ فتح جو مسلمانوں کو نصیب ہوئی تھی وہ مسلمانوں کی طاقت کی وجہ سے نہ تھی بلکہ تائید ایزدی تھی۔ الخ۔

اقول۔ ظاہر میں تو تلوار کا ہی عمل نظر آتا ہے باطن کی خدا جانتا ہے۔ مگر تواریخ اس کی شہادت دیتی ہے۔ کہ جب مسلمانوں نے تلوار کو ہاتھ میں لیا اور فتح پر فتح کرنے لگے تو تمام قوموں پر اُن کا دباؤ پڑتا گیا اور خون ریز لڑائیاں ہوئیں اور آخرکار فتح کا ڈنکا بج گیا اور مسلمان شاہنشاہ بن گئے عروج و زوال تمام سلطنتوں میں ہوتا رہتا ہے جتنی اُنہیں دیگر ملکوں کی ہیں وہ اسباب پر گواہ ہیں ایسا ہی مسلمانوں کے ساتھ بھی ہوا۔

قولہ۔ اللہ نے اُن کے دشمنوں پر فتح دی جیسا کہ اُس نے انبیا سابقین کو اُن کے دشمنوں پر فتح دی تھی۔

اقول۔ یہ سراسر غلط خیال ہے کہ انبیا سابقین نے بھی اس ہی قسم کی لڑائیاں کی ہیں۔ ضرور چاہیے کہ ایڈیٹر صاحب معہ واقعات ثابت کریں کہ کس کس نبی نے دین کے لئے جنگ کیا اور عنان حکومت پکڑی اور مذہبی اشاعت کی یہ تو ایسے ناجائز کام میں خدا کے نبیوں کو شریک کرنا ہے اور بالکل بے بنیاد دعویٰ ہے جس کا ثبوت کچھ بھی نہیں ہے

قولہ۔ مومنوں کے سخت جانی دشمن ویسے ہی عذاب کے شکار ہوئے جیسا کہ اُن کے پہلے مومن کا حال گزر چکا تھا فرعون کا اور خدا کے دوسرے انبیا کے دشمنوں کا۔

اقول۔ فرعون کے ساتھ کوئی مذہبی جنگ نہ تھا موسیٰ کا یہ مطلب نہ تھا کہ وہ یہودی ہو جاویں نہیں تو مارے جاویں۔ بلکہ وہ ظلم پر آمادہ تھے اور اُس سے باز نہ آتے تھے اور آخرکار اپنے ظلم کا خمیازہ اُٹھایا اور برباد ہوئے۔

قولہ۔ اس طرح وہ پیشنگوئیاں پوری ہوئیں۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دشمنوں کے برخلاف ایسے وقت میں کی تھیں۔ جب کہ آپ اور آپ کے صحابہ کی قلیل جماعت مکہ کے بے رحم دشمن کی سختی کا تختہ مشق ہو رہے تھے۔

اقول۔ یہ نہیں بتلایا کہ وہ کیا پیشنگوئی تھی وہ تو اُن کی بے کسی اور کمزوری کی حالت تھی پر جب زور پکڑ لیا تو جو چاہا سو کیا۔

قولہ۔ اسلام کی روز افزوں کامیابی دیکھ کر کفار خوف زدہ ہو گئے۔ اُنہوں نے باقاعدہ طور پر مسلمانوں کو ستانا اور طرح طرح کا عذاب دینا شروع کیا۔

اقول۔ جب مسلمانوں کا فرقہ زور پکڑنے لگا تو ضرور اُن کے لئے خوف کا مقام تھا وہ حق بجانب تھے اور اُن کا خیال بھی سچا نکلا۔ زور پکڑتے ہی جنگ و جدال شروع ہو گیا۔ اگر باقاعدہ طور پر وہ چلتے تھے تو اُن پر الزام ہی کیا ہے پر اگر وہ بے قاعدہ تھے۔ تب تو ضرور قصور اُن کا تھا۔

قولہ۔ اس زمانہ میں کوئی سلطنت نہیں تھی۔ جو مسلمانوں کی جانوں کی حفاظت کرتی۔

اقول۔ گھر کی فوج بن چکی تھی جمعیت جمع ہوتی جاتی تھی زور بڑھتا جاتا تھا۔ وہ خود ہی سلطنت بنانے کی کوشش میں تھے۔ کسی اور سلطنت کی اُن کو مدد کی کیا ضرورت تھی۔

قولہ۔ اسلئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ پر سخت ظلم کئے گئے۔

اقول۔ مخالفت اور جھگڑے کا موجب تو ایک جماعت اور گروہ بنکر خود ہی بنتے جاتے تھے۔ جن سے وہ لوگ خوف زدہ بھی ہوتے جاتے تھے۔ تو پھر قصور کس کا تھا۔ اُن کا حق تھا کہ وہ فتنہ کو بڑھنے نہ دیتے اور فساد کو روکتے۔ کیونکہ حکومت اُن کے ہاتھ میں تھی اور مسلمان صاف خلل انداز ہوتے جاتے تھے۔ جب اپنے اوپر انسان خود ہی مصیبت لائے۔ تو دوسروں کا کیا قصور؟۔

باقی آئندہ

مُراسلات

بیّنات یسوع ناصری

مرقومہ پادری جی۔ ایل ٹھاکرداس

بجواب رسالہ "یسوعِ ناصری"

اور پھر اس بھید کو میں اور تن (آپ) کرکے بتلایا ہے کہ میں یا من نیچے اُوپر پیچھے آگے واہنے بائیں ہے وہی یہ سب کچھ ہے۔ (پرانگا ساتواں کھانڈ ۱-۲۳-۲۵) دیکھو اس سچی فلاسفی کے بانی نے ویدوں کا صرف نام رکھا مگر اصل میں اُن کی جڑ کاٹ دی۔ البتہ اور لوگ ویدوں کی قربانیوں اور براہمنوں کی سامرتھا پر اعتقاد جمائے رہے۔

سوم۔ بھگوت گیتا۔ جو سانکھیا اور یوگ اور ویدانت متوں کو جو باہم برخلاف ہیں ملاتی ہے۔ جیسا دوسرے ادھیائے آیت ۳۹ میں کرشن جی کہتے ہیں "یہ تو سانکھ شاستر کی بدھ تجھ سے کہی اب یوگ کی بدھ ارتھات ریتی تجھ سے کہتا ہوں" پھر ادھیائے ۵۔ آیت ۵ میں ہے کہ کرم سنیاس اور کرم یوگ کو گیانی ایک ہی کہتے ہیں۔ اور یہی گیتا کرشن پر ایمان (بھگتی) طلب کرتی ہے کہ وہی یہ سب کچھ ہے۔ اور ذات پات کے فرائض (دھرم) کی تاکید کرتی ہے۔ یہ وہ کتاب ہے جس نے قریباً سولہ سو برس سے کل ہندوستان پر اپنا اثر جمایا ہوا ہے۔ اُس نے ویدوں والے ۳۳ یا ۳۳۳ یا ۳۳۳۹ دیوتے گم کر دیئے اور کرشن کو کل بیاپک بتایا ہے "ہے ارجن مجھ سے پرے ارتھات مجھ سے سرشٹ اور کچھ نہیں جیسے ڈورے میں مالا کے منکے پروئے ہوئے ہوتے ہیں ایسے ہی یہ سب مجھ میں پروئے ہیں ہے ارجن جل میں رس میں ہوں اور چاند اور سورج میں تیج میں ہوں اور بیدوں میں اونکار میں ہوں۔ اور پرکھوں میں پُرشارتھ میں ہوں۔ پرتھوی میں باسنا میں ہوں اور اگنی میں تیج میں ہوں اور سب بھوتوں میں جیو میں ہوں" وغیرہ (ادھیائے ۷، آیت ۷، ۸، ۹)۔ اس گیتا نے ویدوں والے کرموں کے بندھن کو سانکھیا یوگ مت سے بالکل منسوخ کر دیا جیسا لکھا ہے کہ "ہے پارتھ ارجن مُورکھ لوگ بید کے ارتھ باد واک میں پریتی ہے جن کی اور پارتھ بیل بیباک کو نہیں جانتے سُورگ کی کامنا جو اُن کے چت میں ہے اُس کے لئے بھوگ اور بڑائی کے لئے وے کریا کرم کرتے ہیں اور بار بار سنسار میں جنم پاتے ہیں بھوگ اور بڑائی اور کامنا کی جو اچھیا رکھتے ہیں۔ اُن کو نشچے آتمک بدھ الیشر پراپت ہونے کی نہیں پراپت ہوتی ہے کیونکہ اُن کا چت بھوگ آدی میں بھرمتا رہتا ہے ہے ارجن بید کرم کو ترگن کہتے ہیں سو اُن کو تیاگ کر اپنے من میں دھیرج دھر اور سکھ اور دکھ کو اپنے چت میں ایک سمان جان اور یوگ کیم سے رہت ہو کر بدھمان ہو" (ادھیائے ۲ آیت ۴۲-۴۵) پھر ادھیائے ۹ آیت ۲۰-۲۲ میں ہے کہ "جو تینوں بیدوں کے جاننے والے ہیں مجھ کو یگن کر کے سُورگ کی وَت بھوگ بھوگتے ہیں اور جب اُن کے پُن چھین ہو چکتے ارتھات جب وہ اپنا پُن بھوگ چکتے ہیں تب پرتھو لوک بیچ آ کے جنم لیتے ہیں اس سے نہیں ہوا جو کامنا والوں کو سکھ کبھی نہیں ہوتا" دیکھو ویدوں کی پیروی کو کیسا فضول ٹھہرایا ہے۔ اور سانکھیا۔ یوگ کو اعلیٰ اور ضروری قرار دیا ہے اور ویدوں کے ذریعہ سے مکتی ناممکن بتلائی ہے۔

پھر وہ اصول جن سے گوتم بدھ نے ویدوں کی قربانیوں وغیرہ والے کرموں کو برطرف کیا یہیں یعنے اپنی خواہش کو مارنا تپ کر کے جیو کھیا۔ انسانی ہمدردی۔ اور نروان۔ اور کہ یہ عالم ایک خود ہست ازلی سلسلہ ہے کوئی خالق اور مخلوق نہیں ہے۔ اور لاکھوں اہل ہند اُس کے پیرو ہو گئے ہیں اور ہندوستان اور گرد و نواح کے ملکوں میں کثرت سے موجود ہیں اور ہندوؤں سے الگ ہیں گو براہمنوں نے بعض اصول خلط ملط کر کے جبراً رکھا اور تپ اپنے مذہب میں بھی ملائے اور بدھ کو ایک اوتار بھی مان لیا ہے۔

مگر کرشن جی تو ہندوؤں میں سب سے اچھے رہے ہیں اور سینکڑوں برس سے ہندو اُس کی تعلیم پر کاربند ہیں اور ویدوں والے کرم بندھن بند ہو گئے۔ اور آج تک بند ہیں۔ اور دیانند جی اور اُن کے پیرو بھی اُن کرموں کو پھر جاری کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے گو ویدک مذہب کے ریفارمر بنے ہوئے ہیں۔

اب وزیر چند صاحب کہئے کہ ویدوں اور منوؤں میں جو بدعتیوں اور ناستکوں کے برخلاف آگاہ کیا ہے اور جس سے ایسے بدعتیوں کا اُن ایام میں موجود ہونا ثابت ہوتا ہے تو کیا آپ اپنی منطق جو مسیحی مذہب پر چلائی ہے ویدوں پر چلانے کو راضی ہیں کہ اُن بدعتیوں کا ہونا ثابت کرتا ہے کہ ویدوں کی کچھ اصلیت نہیں ہے۔ وہ غیر معتبر ہیں؟ پھر آپ نے عیسائی ناستکوں کی کارروائی پر بڑے شوق سے زور دیا جو کہ تھوڑے عرصہ کے بعد مفقود ہو گئے اور اُن کی کتابیں بھی اور مسئلہ دھرم عیسوی اور اُس کی کتابیں قایم اور جاری رہیں اور اب تک جاری ہیں مگر آپ کو اپنے یہ ہندو سفر اور بدعتی یاد نہ رہے تھے جنہوں نے ویدوں کی گود میں بیٹھ کر اُن کی سفید داڑھی اکھاڑ ڈالی جس کو پھر اُگانے کے لئے آپ لوگ مرہم تجویز کر رہے ہیں۔ یعنے ویدوں کی پیروی اُن فلاسفروں نے بند کروا دی اور اپنے خیال و دھرم کر کے جاری کروا دیئے۔ اور پھر دھیان کیجئے عیسائی بدعتیوں کے برپا ہونے سے دین عیسوی کے زیادہ تر ثابت اور قایم ہونے کا موقعہ پیدا ہوا تھا جیسا میں پہلے واضح کر چکا ہوں۔ مگر ہندو بدعتیوں نے تو ویدوں کو تہ و بالا کر دیا اور ویدوں کی ساری کھیل خراب کر کے آپ چودھری بن گئے اور آج تک ہندوؤں کے دلوں میں صدر نشیں ہیں۔ القصہ میں آپ کو دعوتِ یسوع ناصری کے بیّنات جس جس پہلو سے





آپ نے حملے کئے تھے صفائی سے دکھلا چکا ہوں۔ اب آپ پھر سوچیں اور تعصب اور اندھی مخالفت چھوڑ دیں۔ حقیقی حُبّ وطنی یہی ہے کہ ہم اپنے اہل وطن کے لئے صدق دل سے وہ باتیں سوچیں اور پیش کریں جو حقیقت پر مبنی ہیں اور اُن کی سوشل اور اخلاقی زندگی اور آئندہ زندگی کے واسطے مفید ہیں لیکن صرف اپنے پُرانے وسوسوں کی اونہی پیچھے کرنا تو سراسر نکمی بات ہے۔

راقم پادری جی۔ ایل۔ ٹھاکر داس۔ اے۔ پی
مشن لاہور۔

ویدک شائستگی
اور
پرکاش

جناب ایڈیٹر صاحب نور افشاں

آپ کے ایڈیٹوریل نوٹس سے معلوم ہوا کہ پرکاش لاہور نے بتعلق ویدک شائستگی ایک نام کے غلط ہجوں کے درست کرنے میں اپنی دنیا کو پرکاش کرنے کی سعی کی ہے۔ या ज्ञ व ल्क्य لفظ کو اگر کاتب نے یاگیہ بلکیا لکھ دیا تو یہ اُس کا سہو ہے کہ اُس نے کاف کرش کو کاف فارسی سے بدل دیا اور درمیان خط دیدیا نادر ہے کہ یہ خطا آپکی تحریر میں بھی نورافشاں کے کاتب کی تحریر میں نہیں۔ व کو بائے موحدہ سے رقم کرنا مصنف نے بارادہ کیا کیونکہ اگر کاتب واؤ کو خفی نوشت میں مثل دال لکھ دیتے ہیں اور یوں پڑھنے والے کو اشتباہ ہو جاتا۔ لیکن دال کی بہ نسبت بائے موحدہ صورت میں واؤ سے بہت مماثل ہے چنانچہ بنگال میں व اور ब کے تلفظ میں کچھ فرق نہیں ملحوظ رکھا جاتا۔ بنا براں مصنف نے ارادۃً واؤ کی جگہ بائے موحدہ کو استعمال کیا۔ ہاں ज्ञ آپ ہی بتائیں اُردو میں کیونکر اس کا تلفظ کیا جائیگا؟ آپنے اپنی اصلاح میں اس لفظ کو یاگولکیہ لکھا۔ اس کا تلفظ رومن میں

Yagolkya

یا

Yagvalkya

ہوگا مگر سنسکرت میں Yágolkya

یا Yagvalkya نام کہاں؟

ज्ञ کے لئے علاوہ رومن میں Jna استعمال کرتے ہیں پر اردو میں تو وہ جنہ بن جائے گا۔

پس اگر ہم نے بصورت مجبوری اس لفظ کو ایسے طور پر لکھا تو قابل اغماض و معذرت ہے لیکن اصلاح میں جو غلطی آپ نے خود کی بمصداق۔ او خویشتن گم است کرا رہبری کند اُس کا ذمہ وار کون ہے؟

کیا آپ نہیں جانتے چھاپنے میں بہت غلطیاں رہ جاتی ہیں۔ سب کتابیں کاتبوں کے سہووں سے بھری ہیں۔ ماسوائے ازیں اخبار کا پروف بھی مصنف کی نگاہ سے نہیں گزرتا کہ اصلاح ہو سکے۔ آپ کو لازم نہ تھا کہ ایک نام کو لے کر آپ شتاپ منہ سے کہتے۔ البتہ نفس مضمون پر آپ اگر اعتراض اور اصلاح کرتے تو کسی قدر قابل وقعت ہوتا۔ شت پتھ براہمن کے جس حصہ سے یاگیا بلکیہ کا حوالہ دیا گیا ہے وہ اجمیر کے ویدک پریس کی مطبوعہ ہے آپ کو مجاز ہے کہ آپ اپنے مطبع کی کتاب کو مانیں یا نہ مانیں۔

راقم مصنف ویدک شائستگی

ضروری اطلاع

ہم حسب معمول اپنے بقایاداروں کے نام جن کے ذمہ بقایا چندہ نور افشاں باقی ہے بل بھیجتے ہیں۔ اور ملتمس ہیں کہ وہ صاحبان یکم دسمبر ۱۹۰۹ء تک اپنا چندہ ادا کردیں۔ ورنہ اُن کے نام یکم جنوری ۱۹۱۰ء سے رجسٹر خریداری سے کاٹے جائینگے اور پھر یاد رہے کہ جب تک پیشگی قیمت نہ لی جائیگی اخبار کسی صورت سے جاری نہیں کیا جاویگا قیمت ہرحالت میں پیشگی لی جاتی ہے۔

۲ المشتہر ایڈیٹر و منیجر نور افشاں لودھیانہ۔

ویدک شائستگی
اور
وِدیارتھی

جناب ایڈیٹر صاحب نور افشاں

مسافر آگرہ مورخہ ۲۳ اکتوبر ۱۹۰۹ء کی ترسیل کے لئے میں آپ کا شکرگزار ہوں جس میں کسی وِدیارتھی دھرم دیر نام نے ہونہار پود کے چکنے چکنے پات اخباروں میں اپنی وِدیا کا زہریلا فساد اگلنا شروع کیا ہے۔ اسی مسافر میں پہلے تو آپ نے مسلمانوں کیساتھ اژنگا بازی شروع کی اور پھر ویدک شائستگی پر بھی نکتہ چینی کی ہے۔ اس کی نسبت ہم اتنا کہنا چاہتے ہیں۔

۱۔ آپ ایک ودیارتھی یا طالب العلم ہیں اور طالب العلم کا کام تحصیل علم اور سیکھنا ہے۔ مگر آپ اپنے فرض کو بھولکر دوسروں کو سکھانے بیٹھ گئے۔ آپ کے تو اپنے اصول ابھی پختہ نہیں ہوئے دوسروں کو کیا سکھاؤ گے۔

۲۔ ہمیں افسوس آتا ہے کہ ایڈیٹر مسافر نے اپنے ودیارتھی کو طریق تحریر نہیں سکھایا ورنہ تین کالم کا مضمون دو کالم دیباچہ میں نہ لیتا۔ مضمون کے دیباچہ کو اکثر چھوٹا بنایا کرو۔

۳۔ ایڈیٹر صاحب نے اُن باتوں کو جو مضمون سے غیر متعلق اور گندگی اور فحش سے ملوث ہیں نکال نہیں دیا مثلاً بائبل کے حوالجات نکتہ چینی کا معرض ویدک شائستگی ہے نہ کہ بائبل۔

۴۔ ایڈیٹر صاحب نے بجائے اس کے کہ ناشائستہ باتوں کو نکال دیں درج کر دیا مثلاً نارغ والا شعر اور ہجووں کی بارات۔ کیونکہ جب اس قسم کی باتیں طلبا کے دلوں میں جگہ پکڑ لیتی ہیں۔ اور وہ اپنے سے بڑوں کو ایسے لفظوں سے یاد کرتے ہیں تو اُن کے اخلاق بگڑ جاتے ہیں

طالب العلم پر ادب اور تعظیم کا سیکھنا واجب اور ضروری ہے۔ دوسروں کے لئے سانپ مت پالو۔ تم بھی ان سے بےخوف نہیں رہ سکتے۔

۵۔ بزنگ آر۔ سی۔ دت ایک ہندو عالم ہیں جیسا پہلے بیان آچکا اُن کا ترجمہ کلکتہ کے نامی پنڈتوں کی امداد سے تیار کیا گیا ہے۔ ہم نے مناسب جانا کہ اپنا ترجمہ پیش کرنے کے بجائے اُن کا ترجمہ پیش کریں اور مضمون پر نہ صرف علماً یورپ کی رائیں بلکہ کئی ایک ہندو پنڈتوں کی رائیں بھی پیش کیں اور جہاں تک ممکن ہو سکا خود خاموش رہے پس ویدک زمانہ میں آریوں کے درمیان گوشت خوری مروج تھی یا نہ تھی اس کے سبب آپ ہم سے کیوں اُلجھتے ہیں۔ جن کی بالخصوص ہندو پنڈتوں کی راؤں کو جو ہم نے تحریر کیں۔ آپ تردید کریں۔ بیسی مصنف کو گالیاں دے کر اپنے غبار دل کو نکالکر دل ٹھنڈا مت کرو۔

۶۔ ودیارتھی نے ہمارے مضمون میں جن دو رچوں کا ترجمہ اقتباس کیا ہے۔ اُن کے حوالے نورافشاں میں صاف صاف بتا دیئے گئے ہیں یعنی رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۲۸ رچہ ۲ اور ۱۰: ۲۸: ۳۔ مگر ودیارتھی نے ہماری غلطی میں اصلاح کرتے ہوئے ان رچوں کو چھوڑ کر اپنے مضمون کے تیسرے کالم میں نصف شکستہ حروف ناگری میں ادہر کچھ گھسیٹا ہے کیا یہی گندم نمائی و جو فروشی۔ ٹھگ ودیا و پاکھنڈ ودیارتھیوں کو سکھائی جاتی ہے؟ ایڈیٹر صاحب کی لائبریری میں رگوید کی کوئی نہ کوئی جلد تو ضرور موجود ہوگی اگر آپ ذرا سی زحمت اُن حوالوں کے دیکھنے کی قبل اندراج اخبار گوارا کرتے تو ودیارتھی کے مضمون کو درج کرنے کے بجائے ردی ٹوکری کے سپرد کر دیتے۔ اگر ایڈیٹر صاحب کو منڈل سوکت اور رچہ کی تلاش وقت طلب ہو تو مہربانی سے رگوید سنگھیتہ مطبوعہ ویدک پریس اجمیر کے صفحہ ۵۵۸ اور ۵۵۹ کا ملاحظہ فرمائیں وہاں آپ کو ہر دو رچہ ملیں گے۔ اُمید ہے کہ آیندہ اس قسم کے ودیارتھیوں کے مضامین درج اخبار کر کے اپنے اخبار کی منزلت نہ گھٹائیں اور ناظرین کو مغالطہ میں نہ ڈالیں گے۔ اور نہ ہم کو اس طرح کے مضامین کے جواب دینے کی تکلیف دے کر تضیع اوقات کرائینگے کیونکہ ہمارے ہاتھ کام سے پُر ہیں اور وقت کم۔

والسلام۔ آپکا خادم مصنف ویدک خاستیگی۔

لوط کا انتخاب

ابرہام مجبور گو کہ ابھی ستاروں کے پہرے دار اپنے اپنے پہروں پر کھڑے اور مشرق کے شاہ خاور کی سواری کی راہ بڑی بیتابی سے دیکھ رہے تھے کہ تاریکی کی حکومت کو برباد کر کے پھر عالم میں نور کی بادشاہت کو جلوہ گر کرے عین اسی مقام پر آکھڑا ہوا جہاں گزشتہ شام فرشتوں اور اُس کے درمیان سدوم اور عمورہ کے شہروں کی نسبت بات چیت ہوئی تھی۔ اور جہاں اُس نے اُن کی پُر زور سفارش کی تھی۔ ابرہام یہاں کسی اونچے ٹیکرے پر چڑھ کر یردن کی ترائی اور اُس کے خوبصورت شہروں کو دیکھنے لگا۔ دیکھا تو لوط نے بھی تھا مگر انتخابی نگاہوں سے۔ دیکھ ابراہام بھی رہا ہے لیکن حسرتی نظروں سے۔ ابرہام کو بلند پہاڑی پر کھڑے اور یردن کی ترائی کو آنکھیں اُٹھا اُٹھا کر دیکھتے کبھی بہ سبب بڑھاپے اور نظر کی کمزوری کے پلکوں کو دونوں ہاتھوں سے اُٹھاتے یا پیشانی پر ہاتھ رکھکر آنکھوں پر سایہ کرتے دیکھکر نتیجہ نکال لیں کہ ابرہام کا آج یردن کی ترائی کو ایسی دلچسپی سے دیکھنا کچھ دال میں کالا ہے۔ ابرہام ایسا شخص نہ تھا جو ظاہری حسن کا شیدائی ہو وہ بڑی گہری نگاہ کا آدمی تھا جس کی تیز نگاہ ہمیشہ ظاہری شان و شکوہ اور بیرونی حشمت و جلوت کو چیرتی چیزوں کی تہ تک پہونچا کرتی تھی۔ کل شام جیسا اوپر بیان ہو چکا فرشتوں کے ذریعہ اس خطہ کی غارت کی اطلاع اسے دی گئی تھی آج بڑے تڑکے وہ یہاں آگیا کہ ان ظاہری خوبصورتی اور خوشنمائی کے مناظر کے انجام کو دیکھے اور اپنے لئے سبق عبرت لے۔ ابراہام کا انسان دوست اور ملائمت اور رقت سے بھرا ہوا دل ان کی حالت کو یاد کر کے پگھل رہا تھا ہائے یردن کی ترائی تیری ایسی بے نظیر سرسبزی اور مرغزاری پر جس نے ایک بار آنکھ تجھ سے ملائی دل بیساختہ دے بیٹھا اور تیری متناطیسی اور کہربائی کشش میں کھنچ گیا۔ افسوس اے سدوم اور عمورہ تمہاری گھنی آبادی اور دولت مندی پر جو کوئی تمہاری ان ظاہری حالتوں کو دیکھے ضرور تم کو مبارک سمجھے۔ تم اس وقت اپنی اپنی خوابگاہوں میں استراحت و آرام سے خواب کے مزے اڑاؤ جبکہ اجل تیز روی سے تمہاری طرف سامی اور خراماں ہو مجھے رنج آتا ہے۔ کاش تمہارے بیچ کہیں دس ہی نیک شخص ہوتے اور یہ دن چور کی مانند تم پر نہ آتا۔ او بیخبرو! جاگو۔ جاگو۔ اُٹھو اُٹھو۔ (یہ کہکر ابرہام نے حالت محویت و استغراق میں اپنا دہنا بازو زور سے ہلایا گویا کسی کو خواب سے بیدار کرتا ہے) اب بھی اپنی بدیوں سے پچھتاؤ۔ توبہ کرو۔ دیکھو مشرق سے پہلی کرن کے پڑتے ہی اس سارے میدان کی صورت دگرگوں ہو جائیگی توبہ کرو۔ توبہ۔ خدا ہاں میرا پرفضل اور رحیم خدا تم کو معاف کر دیگا وہ غصہ ہونے میں دھیما اور شفقت میں بڑھکر ہے۔ اُس کا جھنجلانا دائمی نہیں۔ وہ اپنے غصہ کو ابد تک کبھی نہیں رکھ چھوڑتا۔ لیکن یہ سارے ابراہام کے پاک دل کے خیال تھے۔ سدومی بدکاری کے تیلے اور شرارت کے تھیلے ایسے کب تھے۔ ابرہام کی آنکھیں جن میں آنسو ڈبڈبا رہے تھے ابھی اسیطرف لگیں تھیں۔

لوط بھی مرتا دکھ بھرتا ضغر میں پہونچا ہی تھا کہ کیا دیکھتا ہے لڑکیاں تو دونوں موجود ہیں۔ لیکن بیوی ہے نہیں۔ ہائے میری زندگی کی ساتھی۔ میری جیتی کو کیا ہو گیا چلی تو ہمارے ساتھ تھی۔ راستہ میں کس آفت نے پکڑ لی۔ خدایا گھر لٹا۔ در لٹا۔ مال و متاع لٹا۔ موا صدمہ مار کر میری مونس اور ہمدرد بھی لی۔ ہائے پیاری تیرا کیا حال ہوگا اب میں تجھے دیکھنے کو بھی نہیں جا سکتا کس پتھر سے سر دے ماروں۔ کس تمار کو دیکھوں۔ مجھے تجھ



پھر کے دیکھنے تک منع ہے بیابی۔ میں دن دہاڑے لٹا
لوط اسی سراسیمگی اور پریشانی میں تھا اور ابرہام
اُسی مقام پر آنسو بھری آنکھوں سے سدوم کو تک رہا تھا
کہ مشرق کا شہسوار بھی شعاع کا نیزہ سنبھالے ظلمت
کو ہٹاتا دنیا کے لوگوں کو امان دیتا نکلا۔ میدان کی نرائی کے
خیال نے اسے خوب جلا رکھا تھا۔ آیا تو اپنے وقت مقررہ
پر بھی تھا پر اُن کی نرائی پر نظر کرنے سے جھینپتا اور لیت و لعل
میں تھا تاہم آتے اُس کی حالت دیکھنی تھی۔ سہمتے سہمتے
اونچی پہاڑیوں اور بلند ٹیلوں کی اوٹ لیتے ایک خالی جگہ سے
آنکھ بچا کر جو شعاع نگاہ اس خوبصورت۔ ہائے میدان کی
نرائی کے خوش بہار سبزہ زار پر ابھی ڈالی ہی تھی کہ آن کی آن
میں کیا سے کیا ہو گیا۔ زمین کا جگر بھی جو رنجوں اور غموں
سے آبلہ ہو رہا تھا پھٹ گیا جس سے آگ کا بخار اور
دھوئے کا غبار اُٹھا اور اُس تمام میدان اور اُس کے
شہروں پر آگ اور گندھک خداوند کی طرف سے برسائی
گئی جس نے اُن شہروں کو اور اُس سارے میدان کو
اور ان شہروں کے سب رہنے والوں کو اور سب کچھ
جو زمین سے اُگا تھا نیست کیا۔" پیدائش ۱۹: ۲۴-۲۵
دیکھتا کیا ہے کہ زمین پر سے دھواں بھٹے کا سا
دھواں اُٹھ رہا ہے۔" وہ سبز مخملی میدان طرفۃ العین
میں راکھ کا ڈھیر اور خاک کا انبار بن کر رہ گیا۔ امتداد زمانہ نے
بھی اب تک اُس کی حالت میں سر مو تبدیلی نہیں کی۔ کون
جغرافیہ دان شخص نہیں جانتا کہ میدان کا دریا جس کی سطح میں
ان شہروں کی جا وقوع غرق ہو گئی۔ اب بحر مردار کہلاتا
جس کے پانی میں کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔

لوط کی بیوی چلی تو اپنے خاوند اور لڑکیوں کے ساتھ تھی
لیکن دل اُس کا سدوم اور گھر کے نقد و جنس ہی میں اُلجھا
ہوا تھا۔ سوچی۔ لاؤ میں اپنے ساتھ کچھ نہ سکی اور
جو ہر ٹری میں گسیر و تفسیر سمیٹا سٹایا بھی تھا۔ وہ
فرشتوں نے نشہ مہ سے کھونس کر پھینک دیا۔ ہائے
تھوڑی دیر اور ہے کہ یہ تمام میدان ہمارے مال و متاع
کے ساتھ بھسم ہو جائیگا۔ قبل اس کے غارت ہونے سے
پہلے میں اسے ایک نظر دل بھر کر دیکھ تو لوں۔ یہ پیارا میدان پھر
کہاں ہوگا خیال کا آنا تھا کہ کھڑی ہو کر پیچھے دیکھنے لگی اور
تختہ نمک رہ گئی۔ آگ اور گندھک کی بارش اُس پر بھی پڑی اور
اور شور میں ایسی چھپ گئی جیسے چلے جن پر چینی کا قوام ہو۔
دیکھنے والوں کو دور سے نمک کا ستون دکھائی دیتا تھا۔

ابرہام سدوم کی بدقسمتی اور انجام پر افسوس کرتا اور روتا
اپنے گھر آیا اور زندگی کے مشاغل میں مصروف ہوا۔" اور ایسا
ہوا کہ جب خدا نے اُس میدان کے شہروں کو نیست کیا
تو خدا نے ابرہام کو یاد کیا اور اُن شہروں کو جہاں لوط رہتا
تھا غارت کرتے ہوئے لوط کو اس بلا سے بچایا۔" پیدائش
۱۹: ۲۹۔ لوط از نہار اپنے بچ جانے کو اپنی کسی راستی پر
محمول نہ کرتا۔ تیری اور تیری لڑکیوں کی جان بخشی صرف
تیرے چچا کی نیکی اور راستی کے سبب ہوئی۔ کیونکہ وہ
خدا کا پیارا تھا اور تو اس کے پیارے کا پیارا۔ اگر تو بھی
سدومیوں کے ساتھ غارت ہو جاتا تو تیرے چچا کو اس بربادی
کا قلق شاق گزرتا مگر خدا اپنے پیارے کو رنج دینا نہیں
چاہتا تھا۔ اب کہہ چچا کی جدائی اگر اس وقت تیری ایسی
بچی رہائی کا موجب ہوئی جو تو اُس کی صحبت میں رہتا
کیسی کیسی برکتوں سے متمتع اور بہرہ اندوز ہوتا۔ لوط تو سچ
مچ قابل رحم ہے اور یہ سب بلائیں تیری اپنی کرنی کا نتیجہ
ہیں جو تیرے غلط انتخاب میں بطور ثمر کے آئی ہیں۔ (باقی آئندہ)

وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا

اور انسان بنا ہے کمزور۔

اے صاحبان ناظرین اب سوال لازم آیا کہ انسان
کی ایسی حالت میں کون بنی آدم کا دوست ہے۔ جب کہ
ابتدا ہی سے ہمارے پہلے باپ حضرت آدم نے
باعث کمزوری کے صراط مستقیم سے تجاوز کر کے بھٹک
گئے۔ کیونکہ اعلےٰ درجہ سے گناہ اور راہ راست سے تجاوز
کرنا گناہ ہے۔ بلکہ ہندی (رگ وید اول) میں ایک دعا
ہے (اے ورن دیوتا) اس سے مطلب یہ نکلتا ہے
چونکہ ہم انسان ہیں تیرے قانونوں کو روز بروز توڑتے ہیں ہم
کو موت کے حوالہ نہ کر اسی طرح قانون شرع سے احکام
کبیرہ کی خلاف ورزی سے گناہ کبیرہ۔ اور احکام صغیرہ کی
خلاف ورزی سے گناہ صغیرہ حاصل کلام یہ کہ گناہ ہر قوم
ملت میں ایک سخت ہولناک اور سخت مکروہ اور سخت بُرے
نتائج پیدا کرنے والا مانا گیا ہے۔ غرضیکہ یہ مرض ہر طرح
لاعلاج اور بنی آدم میں موروثی ہو گیا ہے۔ بلکہ ہر ایک شخص
اپنے تجربہ سے دریافت کر سکتا ہے کہ گناہ کو چھوڑنا
کیسا مشکل ہے۔ جو بھائی اس گناہ کی حقیقت کو اچھی
طرح پہچانتے ہیں۔ اُس وقت بار ہا ان کے منہ سے یہ
الفاظ نکلتے ہیں۔ ہائے میں کیسا کمبخت ہوں اس موت
کے جسم سے مجھے کون چھڑائیگا۔ اس وقت وہ اپنی مذہبی
رسومات کی طرف خیال کرتا ہے۔ کیا تیرتھ کیا اشنان
کیا جاترا۔ کیا حج۔ کیا کوئی ولی۔ کیا کوئی پیغمبر۔
کیا کوئی عزیز کیا کوئی دوست۔ بھائی۔ میرے۔
ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ وَمَن یَّکُنِ
الشَّیْطٰنُ لَهٗ قَرِیْنًا فَسَآءَ قَرِیْنًا۔ اور مثل سچی
ہوا شیطان تو بہت بڑا ساتھی ہے۔ غور کیجئے ایسے
گنہگار کا کون دوست ہو سکتا ہے۔ کوئی بنی آدم میں سے

بنی آدم کو نہیں بچا سکتا نہ دوست ہو سکتا کیونکہ کل بنی آدم گنہگار ہیں کس میں ایسی پاکیزگی ہے۔ کون ایسا شفیع ہے کیونکہ ہر ایک انسان کمزور ہے پس کون ہے جو بنی آدم کی نجات کا وسیلہ ہو سکتا ہے بجائیو خدا باپ کا ازلی اور ابدی کلمہ وہ ہی بنی آدم کی نجات کا باعث ہے۔ کیونکہ جیسا خدا پاک ویسا ہی اُس کا کلمہ پاک اور کلمہ مسیح ہے عیسیٰ کلمتہ اللہ (ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا۔ انجیل یوحنا ۱ باب ۱ آیت) پس وہ ہی کلمہ یعنے خداوند یسوع پاک اور بے عیب اور مبرّہ۔ منزہ ہے کیونکہ وہ روح اللہ سے ہے۔ جیسا کہ لکھا ہے عیسیٰ روح اللہ وہ ہی بنی آدم کا دوست ہو سکتا ہے اُس نے دوستی کا پورا حق ادا کیا۔ اُس نے ہمارے واسطے اپنی جان دی اُس نے گنہگاروں سے دوستی کی اُس نے گنہگاروں کے ساتھ کھایا تاکہ انہیں گناہ سے پاک کرے اُس نے بنی آدم کی ہم نشینی کی وہ ہمارے لئے کفارہ ہوا صرف اُسی کے کفارہ سے تمام بنی آدم نجات پا سکتے ہیں۔ اور کمزوریوں میں قوت روحانی طاقت حاصل کر سکتے ہیں۔ ضرور ہے کہ ہم تمام بنی آدم اپنی ایسی کمزوریوں میں ایسے پاک پیارے دوست کو اپنا نجات دہندہ قرار دیویں۔ تاکہ ابدی ہلاکت سے بچکر ابدی زندگی کو حاصل کریں۔ آمین۔

عجب اُلفت کہ اپنی جان ہم سب کے لئے دیدی
تو ہو جاویں نہ کیوں سب دوست دشمن تجھپہ پروانہ

راقم قاضی عزیز مسیح مبشر کیمپ اورنگ آباد دکھن۔

بمبئی گورنمنٹ نے پرائمری سکولوں کے مدرسین کی تنخواہوں میں اضافہ کی منظوری دیدی ہے آئندہ کم سے کم تنخواہ دس روپے اور زیادہ سے زیادہ پندرہ روپے ماہوار ہوگی اسکو عمل میں لانیکیلئے ۱۰۵۰۰۰ روپیہ صرف ہونگے تین سال تک گورنمنٹ کل روپیہ اپنی گرہ سے صرف کریگی اسکے بعد نصف روپیہ لوکل بورڈوں و میونسپل بورڈوں کو ادا کرنا ہوگا۔ اضافہ یکم اپریل سنہ ۱۹۱۰ء سے منظور ہوا ہے۔

انڈین نیشنل مشنری سوسائٹی کا کام فضل آباد میں

فضل آباد میرے علاقہ سے صرف دو میل کے فاصلہ پر ہے۔ جو لوگ مجھے بتلاتے ہیں کہ ہمارے گاؤں میں آؤ وہاں کے لوگ مسیحی ہونا چاہتے ہیں میں اُن کا نام اور گاؤں کا نام لکھ لیا کرتا ہوں اور کہہ دیا کرتا ہوں کہ کسی نہ کسی وقت آؤنگا میرے پاس ایک ایسے گاؤں کا نام تھا۔ بھیلا۔

جب میں موضع لکھنے والہ میں پہونچا۔ میں نے پوچھا بھیلا یہاں سے کس طرف اور کتنی دور ہے۔

ذیل دار نے راستہ بتلایا اور کہا کہ قریباً ایک کوس پر ہے اور ساتھ ہی اس نے کہا کہ وہ تو منٹگمری کے ضلع میں ہے۔ میں نے کہا کہ پھر منٹگمری ہمارے علاقہ میں نہیں ہے وہ تو نیشنل مشنری سوسائٹی کا علاقہ ہے۔

ذیل دار نے کہا کہ گرین صاحب میرے پاس آکے ٹھہرا کرتے تھے۔ میں نے کہا کہ ان کی کوٹھی فضل آباد میں تھی۔ ذیل دار نے کہا کہ ہاں فضل آباد یہاں سے بہت نزدیک صرف دو تین کوس ہے۔

میرا ارادہ ہوا کہ اونٹ وغیرہ وہیں سے چلیں پر چونکہ اونٹ وغیرہ تھکے ہوئے تھے اس واسطے ہم نے اس گاؤں میں ڈیرا جما لیا۔

چونکہ بیمار اور گفتگو والے لوگ شام تک آتے رہے اس واسطے وہ دن تو وہیں رہے۔

گزشتہ اتوار کو بھائی جیمس صاحب اور میں وہاں گئے۔ میرا خیال تھا کہ وہاں جانے سے مسٹر ولیم خوش ہونگے کیونکہ ان کے نزدیک کوئی مسیحی نہیں ہے۔

چنانچہ جب ہم وہاں گئے وہ سچ مچ بڑے خوش ہوئے اور بڑی اچھی طرح سے ملے۔

فضل آباد میں صرف مسٹر ولیم اور ماسٹر ہیرل سنگھ صاحب مسیحی ہیں اور دوسرا کوئی مسیحی اُنکے نزدیک نہیں ہے سب سے نزدیک کلارک آباد کا مسیحی گاؤں ہے وہ بھی قریباً ۴۰ میل دور ہے پھر منٹگمری دوسری طرف وہ بھی سب سے نزدیک کے راستہ سے ۴۰ میل سے کم نہیں ہے۔

جو سلوک مسٹر ولیم کا میں نے لوگوں سے دیکھا اس سے میرا دل بڑا ہی خوش ہوا۔

سچ مچ مشنریوں کی جو طبیعت اور مزاج اور عادت اور سلوک ہونا چاہئے وہ اُن میں تھا۔

ان میں مسیحی زندگی تھی جس کی تاثیر کو میں دیکھ سکتا تھا وہاں ایک سکول ہے جس کے طالب علم گرد و نواح کے گاؤں سے آتے ہیں اور وہ اسکول ابھی تک انگریزی پرائمری ہے۔ لڑکوں کی تعداد ۲۷ تھی۔

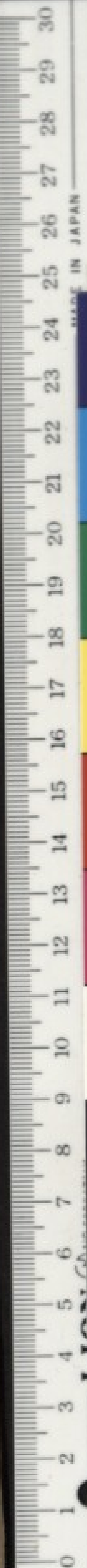
مسٹر ولیم نے چاہا کہ میں اُنکے سکول کا امتحان لوں میں نے ہر ایک جماعت کے ہر ایک لڑکے کا ہر ایک مضمون میں امتحان لیا نتیجہ ۴ ج - اور ۱ B. تھا۔ جو بہت ہی عمدہ ہے۔

مسٹر ولیم لوگوں کو دوائی دیا کرتے ہیں۔ گرد نواح سے بیمار آتے ہیں۔ میرے ہوتے ہوئے ۱۲ اشخاص آئے مسٹر ولیم نے کسی کو دوائی نہ دی پھر مجھ سے کہا کہ میں ان کے واسطے دعا کروں۔

فضل آباد کے نزدیک سات ایک میل کے فاصلہ پر ایک قصبہ اُباری نام ہے جہاں کے ڈاکٹر دینا ناتھ صاحب جا کے ہسپتال کھولیں گے۔ وہاں کے باشندے اس سے خوش ہیں اور انہوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب سے اپنی خوشنودی ظاہر کر دی ہے۔

مسٹر ولیم نے کہا کہ سوسائٹی ان کو دوائیاں نہیں دیتی بلکہ ان کو اپنی گرہ سے خریدنی پڑتی ہیں۔ یا کوئی نہ کوئی دوست دیدیا کرتے ہیں۔

جس گاؤں بھیلا کا نام میں نے مسٹر ولیم کو دیا ہے۔



تعجب نہیں کہ وہاں ایک جماعت قائم ہو جاوے۔ اور وہ اُن کی پہلی جماعت ہو۔

حسو کے گاؤں پاس ہی ہے۔ وہاں کے مالک اور نمبردار صاحب سید عنایت شاہ صاحب جنہوں نے کریہ میں بگہ زمین معہ کنواں گرین صاحب کو دیدی تھی۔ مسٹر ولیم سے بڑی دوستی کرتے ہیں۔

عنایت شاہ کے بھائی نے اپنا بیٹا مسٹر ولیم کو دیدیا ہے جو انکے پاس رہتا۔ بیٹھتا کھاتا پیتا اور سوتا ہے۔

موضع حسو کے کا مولوی جو وہاں کا امام ہے اُسے علم حاصل کرنیکا بڑا شوق تھا۔ اس نے مسٹر ولیم کو کہا کہ آپ مجھے پڑھایا کریں۔ میں آپ کا کھانا پکا دیا کرونگا۔ سو وہ سچ مچ مسٹر ولیم کا کھانا پکاتا ہے۔ جس کے باعث لوگوں کا اعتبار اور بھی بڑھ گیا ہے۔

اس سے پہلے فضل آباد چھانگا مانگا سٹیشن سے ۲۰ میل اور رڈآں راہوکرام سے ۲۲ میل دور تھا۔

اب جو ریلوے لائن قصور سے لودھران کو گئی ہے اُس کے باعث فضل آباد ریلوے سٹیشن سے فقط ۲-۳ میل کے فاصلہ پر ہوگا۔

امرتسر سے کراچی جانے کے واسطے یہ لائن سب سے نزدیک ہوگی اسلئے امرتسر کی ڈاک وغیرہ اس راستے سے کراچی اور ولایت کو جایا کرے گی۔

ہندوستان کے مسیحی بھائیوں کو چاہئے کہ وہ مسٹر ولیم کو دعائی دینے میں اور سوسائٹی کو چندہ دینے میں مدد کریں۔

وارث الدین - کلارک آباد - ضلع لاہور

دستور العمل نور افشاں

قیمت سالانہ اہل شہر سے بغیر محصول ڈاک	[illegible]
ہندوستان پنجاب معہ "	[illegible]
غیر ملک سے	[illegible]

قیمت ہر حالت میں پیشگی لیجاوے گی۔

ملک کنعان کی سیر

ارض مقدس کے حالات پر اگرچہ انگریزی میں تو بے شمار کتابیں ہیں اور ہمیشہ آئے سال سیاح جاتے اور وہاں کے حالات شایع کرتے ہیں۔ مگر ہماری زبان میں تا حال کوئی ایسا رسالہ نہیں جس میں وہاں کے حالات درج ہوں۔ اور نہ کوئی ایسا ہندوستانی مسیحی وقائع نگار وہاں پہونچا ہے کہ جس نے وہاں کے چشم دید حالات مسلسل بند کر کے شایع کئے ہوں۔ ۱۸۷۷ء و ۱۸۶۸ء میں پادری میاں صادق صاحب ارض مقدس کی زیارت کو گئے تھے اور اُنہوں نے وہاں کے کچھ حالات اپنے سفرنامہ میں لکھے تھے۔ چند مضامین اُن حالات کے متعلق اخبار وکیل ہندوستان امرتسر میں زیر ایڈیٹری پادری رجب علی صاحب مرحوم کے شایع ہوتے تھے۔ مگر افسوس کہ پادری رجب علی صاحب کی بے پروائی سے پادری میاں صادق صاحب نے اُن حالات کو شایع کروانا بند کر دیا۔ اُن کے بعد پادری احمد شاہ صاحب شایق ارض مقدس کی سیر کو گئے لیکن جس طرح سربمہر گئے آج تک سربمہر رہے۔ گذشتہ سال یعنے ۱۹۰۸ء میں ڈاکٹر دتا اور مسٹر وارث الدین یورپ کی سیر کو گئے۔ جن کے سیر کے حالات بذریعہ مسٹر وارث الدین اخبار نور افشاں میں شایع ہوتے رہے۔ واپسی کے وقت ڈاکٹر دتا صاحب تو سیدے ہندوستان کو تشریف لے آئے مگر مسٹر موصوف ارض مقدس کی زیارت کو تشریف لیگئے وہاں کے چشم دید حالات اپنی ڈائری میں لکھتے رہے۔ وہ ڈائری اُنہوں نے مہربانی سے مجھے دی ہے کہ ان کو مرتب کروں۔ انکی ڈائری تو بہت طول و طویل ہے مگر میں اسمیں سے صرف دلچسپ اور ضروری حالات اقتباس کرتا ہوں اور اس میں بعض ہسٹوریکل اور جغرافیکل حالات کے واسطے مکس ہینڈبک فور پلیسٹائن کی مدد سے لکھتا ہوں میں اسکا کلی حرف مرتب ہوں۔ تمام حالات مسٹر وارث الدین کی زبانی اور تحریری درج کرتا ہوں۔ اُمید ہے کہ ناظرین اس سے فائدہ اُٹھاوینگے اور گھر بیٹھے ملک کنعان کی سیر کرینگے۔

واعظ

باقی آئندہ

خط و کتابت

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

عزیزمن ان فقروں کا شکستہ دل سے میری طرف سے یہ جواب ہے کہ تقریباً صاحبان وہ جوان بلوچی قوم کا اُس وقت جبکہ میں بچہ سوا چند سال تھا کسی نہ کسی طرح سے میرے والد سے اشارہ رضا ظاہر ہوا اور مجھ قتل کرنا چاہیں۔ والد صاحب تو فوت ہو گئے اور اب سوا خدا کے کوئی اُن کے روکنے والا نہیں سو میں سلام اور میں خدا کے فضل سے مسیحی رہنے میں راضی ہوں۔

وہ لوگ جو کہتے ہیں عیسائی مذہب میں وفاداری نہیں ہے اسکے بجائے اگر وہ یوں کہتے کہ عیسائی لوگوں میں وفاداری نہیں ہے تو کسی قدر درست ہوتا۔ لیکن مذہب یا خود ہمارے نجات دینے والے مسیح میں ایسی وفاداری ہے کہ وہ تا ابد ہماری مغفرت کے لئے زندہ ہے۔ اُسکی نسبت نبوت ہوئی تھی کہ اسکے پہلو وفاداری کے پٹکے سے کسے ہوئے ہونگے پاک کلام میں لکھا ہے کہ انسان پر اور نہ آدم زاد پر بھروسہ رکھو کیونکہ اُس کا دم نکلجاتا ہے اور وہ اپنی مٹی میں پھر ملجاتا ہے اور اُسکے منصوبے اسی دن فنا ہو جاتے ہیں اگر کوئی ایسے لوگ ڈیڑھ ہزار یہاں میں تھے جو مسیحی مذہب قبول کرنے کو تیار تھے اور وہ میری حالت سنکر اس ارادہ سے برطرف ہو گئے ہیں تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ اُن کا بھروسہ محض فانی انسان پر تھا نہ خدا پر۔ اگر میں سرفراز کیا جاتا تو وہ بھی مسیحی ہو جاتے اور جو میں ذلت میں پڑا تو وہ بھی برطرف ہو گئے۔ اچھا ہوا کہ وہ عیسائی ہونے سے پہلے برطرف ہو گئے۔ کیونکہ ایسے اعتقاد کے لوگ مصیبت کے وقت ایمان کے منکر ہو جاتے ہیں اور عیسائی مذہب کی اُس وقت بدنامی ہوتی ہے۔ درحقیقت وہ ایماندار ہوتے ہی نہیں کیونکہ اُنکا بھروسہ خدا پر نہیں ہوتا۔ چاہئے کہ وہ میری حالت سے ایک سبق سیکھیں اور تلاش حق سے باز نہ رہیں وہ اپنی نجات اور عاقبت کی بھلائی اور آخرت کے فائدے کے خواہاں ہوں نہ دنیاوی فوائد کے وغیرہ وغیرہ۔

کمترین میر عالم

انتخاب الاخبارات

مذہبی بہروپیہ

ہمعصر مسافر آگرہ رقمطراز ہے کہ آپ کون ہیں؟ اجی میں بھی مسلمان ہوگیا۔ حضرت آپ کی تعریف میں جی میں بھی مسلمان ہوگیا۔ اے بھئی آخرکار آپ کا کچھ نام ونشاں۔ لوگو! دیکھو میں مسلمان ہوگیا مرد خدا آخر آپ دیوانہ ہیں۔ سڑی ہیں آپ ہیں کیا بلا؟ آخر آپ کا نام تو بتاؤ؟ میرا نام! اجی جناب بس رہنے دیجئے۔ نام دام نہ پوچھیے اس احقر کو "دین فروش" کہتے ہیں۔ تعلیم تعلیم حروف تہجی کے شروع سے یکلخت انتہا تک اچھا بھئی دین فروش آپ کے کار نمایاں۔ سن لیجئے میرے کار نمایاں۔ پہلے ہندو تھا۔ اردو کی حروف تہجی سے آشنا تھا۔ انگریزی کی اے بی سی سیکھ لی۔ اور جھٹ سے بال بڑھا مسیح کی بھیڑوں میں گھس گیا۔ اور وہاں عقل کے اندھوں اور گانٹھ کے پوروں کی خوب الٹے استرے سے حجامت بنائی۔ جب وہاں کی کیفیت دیکھ اور اُن کے راہ گھات سے واقف ہوگیا تو جھٹ آریہ سماج میں شدھی کی جا درخواست گزاری منت سماجت کو دیکھکر فیروزپور کے چند بھائیوں نے مجھ پر رحم کرکے میری درخواست قبول کی اور میری شدھی ہوگئی۔ شدھی کا ہونا تھا کہ میں وہاں سے اڑا۔ ڈی اے وی کالج لاہور کے پاس پہونچا اور اپنی خدمات بلا کسی معاوضہ اُن کے سپرد کیں بس پھر کیا تھا پرنسپل صاحب خوش ہوئے اور میں وہاں سے روپیہ کے فکر میں چلا۔ میں نے سماجوں سے روپیہ بٹورنا شروع کیا اور ایک دھیلے کی رسید پرنسپل صاحب کو نہ دی۔ پرنسپل صاحب تھے آخر جہاندیدہ وعقلمند۔ جھٹ مجھے فوراً پکڑ علیحدہ کیا۔ یہاں سے دیکھے کیا کہ میں نے ہندو یتیم خانہ لاہور کا دروازہ جا کھٹکھٹایا۔ یتیم خانہ میں صاحب بھی میرے جھانسے میں آگئے۔ لیکن میں ابھی کچھ بھی روپیہ جمع نہ کرسکا تھا۔ وہاں سے بھی دھکے ملے۔ میں نے آگرہ میں جا کر شدھی سبھا کا کام کرنا شروع کیا۔ لیکن میں نے دیکھا کہ جب تک آریوں کا کام کرتا ہوں یہ لوگ مجھ سے خوش ہیں جہاں میں نے اپنے ہتھکنڈے دکھانے شروع کئے جھٹ کان پکڑ علیحدہ کیا۔ آخر مجھے وہاں بھی کامیابی نہ ہوئی۔ لاچار مجبور ہو کر مسیح کی بھیڑوں میں پھر جا ملا اور اس مرتبہ سیدھے سادے پادریوں کو خوب دم جھانسہ دیا کہ فلاں آریہ کو وہاں عیسائی بنایا اور فلاں کو وہاں کچھ دن اسی طرح گذار دیئے پھر دل میں اُمنگ اٹھی کہ چلو پھر کوئی نیا بھیس بدلو۔ آریوں کے پاس گیا سب نے دور باش دور باش کے نعرے کہنے شروع کردیے۔ آخر مجبور یہی جی میں آئی کہ چلو اسلام کا سبز باغ بھی دیکھتے چلیں۔ بس کیا دیر تھی۔ نہ جنیو اتارنا ہوئی۔ خالصہ مسلمان تو پہلے ہی سے تھے جھٹ مولوی امام الدین صاحب کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ مسلمان بے چارے میری پچھلی زندگی سے تو واقف تھے ہی نہیں جھٹ ایک صاحب نے مضمون لکھا اور مجھ سے نقل کروا اخبار الہدایت میں تان دیا کہ لو جی میں مسلمان ہوگیا۔ مسلمانوں نے خوب خوشیاں منائیں گھی کے چراغ جلائے۔ شاباش میاں دین فروش شاباش خوب کار نمایاں کئے۔ بھلا اب کیا کام ہے روٹی کھانا۔ اینڈے رہنا اور جھوٹی سچی گپیں ہانک دینا۔ خوب رہی اور ہاں میاں دین فروش خانصاحب خدا کے لئے یہ تو بتاؤ کہ تم نے اتنے مذہب تبدیل کئے بھلا تمہیں کون سا مذہب اچھا معلوم ہوا۔ واہ یہ خوب کہی۔ ہمیں اور کونسا دین اچھا ہے۔ ارے میاں ہم تو بنئے ہیں۔ جس نے قیمت دی اسی کو دھرم بیچ دیا۔ بس اس لحاظ سے سب ہی اچھے اور سب ہی برے ہیں *

لیکچر اور لائسنس

آجتک ہندوستانیوں کو یا تو منشیات مثل شراب۔ بھنگ۔ چرس وغیرہ کی فروختگی کے لئے لائسنس لینے پڑتے تھے۔ یا توپ۔ بندوق تلوار کٹار وغیرہ ہتھیار رکھنے کے لئے لائسنس کی ضرورت پڑا کرتی تھی۔ مگر دہلی کے مجسٹریٹ نے ایک نیا لائسنس نکالا ہے جو لیکچراروں کو لینا پڑا کریگا۔ اور اس لائسنس کا چلاؤ بھی شروع ہوگیا ہے۔ چنانچہ دہلی سے خبر آئی ہے کہ وہاں کے مجسٹریٹ نے مہاشہ ستیہ پریہ و سوامی دوریکانند جی آریہ سماجی لیکچراروں پر حکم دیا ہے کہ وہ بلا لائسنس لئے ہرگز کوئی لیکچر نہ دیں۔ اور اگر لائسنس لیں تو ہر تیسرے مہینہ اُس کی تجدید کراتے رہیں۔ اس بیان پر دو مہاشیوں نے سوال کیا کہ اور مسلمان جو ہر روز بلا لائسنس لیکچر دیتے ہیں۔ تو جواب ملا کہ تمہیں اس سے کیا کام تم اپنے کام سے کام رکھو۔ خیر اگر دہلی کا مجسٹریٹ لیکچروں کو بھی دونالی بندوق ہی سمجھتا ہے تو اُس کے جدید لائسنس کے اجرا پر ہمیں کچھ بھی اعتراض نہیں ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آیا یہ عجیب و غریب لائسنس صرف آریہ لیکچراروں کے لئے ہی ایجاد ہوا ہے۔ یا اُن پادریوں اور ملاؤں کے لئے بھی جو ہر روز دہلی کے بازاروں میں کھڑے ہو کر لیکچروں کے بہانہ آریوں کو فحش سے فحش گالیاں دیتے ہیں۔ اگر صرف آریوں کے لئے ہے تو ہم دہلی کے آریہ پرشوں کو صلاح دینگے کہ وہ اپنی پوری طاقت سے اس حکم کے خلاف پروٹسٹ کریں اور اس نئے لائسنس کو حکام بالا تک پہونچائیں۔ کیونکہ آج اگر دہلی میں آریوں کے لیکچروں پر لائسنس لگایا گیا ہے تو کل ممکن ہے کہ ان کے کھانے پینے چلنے پھرنے اٹھنے بیٹھنے پر لائسنس لگ جائے اور وہ بلا لائسنس اپنے منہ سے مکھی تک نہ اڑا سکیں *

پٹیالہ کی مالی حالت

ریاست پٹیالہ کی حالت میں ۸ سال کے اندر جو ترقی ہوئی ہے وہ اس سے ظاہر ہے کہ ۱۹۰۱ء میں آمدنی ۹۴ لاکھ ۲۰ ہزار تھی اور خرچ ۵۹ لاکھ ۲۷ ہزار جبکہ سال رواں میں آمدنی ۸۲ لاکھ ۵ ۸ ہزار اور اخراجات ۷۷ لاکھ ۸ ۳ ہزار ہیں۔ اس عرصہ میں مالیہ اراضی کی آمدنی ۱۰ لاکھ سالانہ اور آبپاشی کی ساڑھے پانچ لاکھ سالانہ بڑھ گئی ہے۔ جبکہ وصول محاصل کے اخراجات معہ بندوبست کے نصف رہ گئے ہیں۔ ملٹری اخراجات برابر دس لاکھ روپیہ سالانہ چلے آتے ہیں اور اخراجات پولیس ۴ لاکھ ۴ ۷ ہزار سے ۴ لاکھ رہ گئے ہیں بخلاف اس کے اشاعت تعلیم پر بجائے ۸۵ ہزار کے دو لاکھ روپیہ سالانہ صرف کیا جاتا ہے۔ اور پبلک ورکس اور آبپاشی پر ۲۰ لاکھ بجائے ۱۱ لاکھ کے ۸ سال کے اندر سڑکوں کی درستی اور عمارتوں کی تعمیر پر ۴ ۸ لاکھ صرف ہوا۔ پٹیالہ شہر کی نالیوں پر ۹ لاکھ اور واٹر ورکس پر ۱۸ لاکھ خرچ ہوا۔ نہروں پر ایک کروڑ ۲۰ لاکھ روپیہ صرف ہوا ہے۔ جس پر ۲½ فیصدی کا منافع حاصل ہوا ہے اور ریلوے پر ۴ فیصدی سے منافع ۱۱ فیصدی ہوگیا ہے آخری چار برسوں میں ۷ لاکھ روپیہ سالانہ کی خزانہ میں بچت رہی۔ حالانکہ ۱۹۰۵ء میں ۷ لاکھ کا خسارہ تھا سال رواں کی بجٹ میں ½ ۵ لاکھ کی بچت کا تخمینہ ہے۔ مہاراجہ صاحب بہادر میں کل بچت ۵۵ لاکھ روپیہ کے قریب ہے پرانا قرضہ سب ادا ہوگیا اور گورنمنٹ ہند کا نصف قرضہ بیباق کردیا گیا ہے۔

ایک سادھو کی بغاوت

پونا سے خبر آئی ہے کہ ایک سادھو بالکرشن دنایک دونگاسی جو کہ رامداسی فرقہ سے تعلق رکھتا تھا۔ پولیس کی حکم عدولی کے جرم میں ماخوذ کیا گیا آپ کے خلاف جرم یہ تھا کہ آپ سرکار برطانیہ کے خلاف لیکچر دیتے تھے اور لوگوں کو اس کی ترغیب دیتے تھے۔ کہ گو تمہارے پاس ہتھیار نہیں ہیں تاہم تمہیں ملک کے لڑنے پر ہر وقت تیار رہنا چاہیے۔ آپ کو بیس روپے جرمانہ یا دس دن قید محض کی سزا ہوئی ایسے ہی سادھوؤں نے تو آج مذہبی لیکچراروں کا نام بدنام کر رکھا ہے۔

ریاست کی جوبلی رعیت کو فائدے

راجکوٹ سے نہایت حوصلہ افزائی خبر آئی ہے۔ کہ ٹھاکر صاحب آف گونڈل کی جوبلی ریاست میں بڑی شان و شوکت سے منائی گئی۔ مہاراجہ صاحب نے اس خوشی کے موقعہ پر حسب ذیل فیاضی کر کے اپنی رعایا کے دلوں پر اپنی ہمدردی اور نیکی کا پورا پورا سکہ جمایا ہے (۱) تمام محصول جو اجناس پر لگے ہوئے تھے معاف (۲) شاہی خاندان کے ہر ایک ممبر کو ۵-۵ ہزار روپیہ انعام (۳) ریاست کے ملازمین کی تنخواہ ایک روپیہ سے لیکر ۲۰ روپیہ تک اضافہ (۴) قیدیوں کی رہائی اور لگان میں کمی (۵) ہر ایک لڑکی کو جو امتحان میٹریکولیشن پاس کرے ۵۰۰ روپیہ کا وظیفہ (۶) جو لڑکا کوئی صنعت و حرفت سیکھے اسے ایک ہزار روپیہ کا وظیفہ۔ سچی فیاضی اس کو کہتے ہیں۔

ایک ملازم کی بہادری

کلکتہ میں ایک بدچلن شخص یعقوب مولا ایک ہندو بیوہ کو نکال لیگیا تھا۔ اس پر مقدمہ اغوائی چلا۔ بنگالی وکیلوں کے پاس دہمکی آمیز خط آئے کہ اگر کسی نے اس ملزم کا مقدمہ کیا تو اسکو بم سے ہلاک کردیا جائیگا۔ لہذا وکلا نے پیروی سے انکار کیا اور یعقوب مولا کو چھ سال کی قید ملی۔ مگر مجرم جیل سے دوسرے دن فرار ہوگیا۔

میرٹھ میں ایک نئے ہاسپٹل کا قائم ہونا

میرٹھ میں شفاخانہ کا سنگ بنیاد نواب لفٹنٹ گورنر صوبجات متحدہ نے ۲۹ اکتوبر کو میرٹھ میں شفاخانہ کا سنگ بنیاد نصب کیا ہزآنر نے اس امر پر بہت خوشی ظاہر کی کہ نہائیت قلیل عرصہ میں پبلک چندہ سے ۵۰ ہزار روپیہ چندہ فراہم ہوگیا اور پرانے جنرل ہاسپٹل اور ڈفرن ہاسپٹل کی زمین فروخت کرنے سے ۴۲ ہزار روپیہ وصول ہوگا۔ ۳۰ ہزار روپیہ لوکل باڈیز دینگی۔ گویا مقامی کوششوں سے ایک لاکھ ۷۰ ہزار روپیہ جمع ہوگیا۔ کل دو لاکھ پندرہ ہزار درکار ہے اسلئے باقی ۴۵ ہزار گورنمنٹ عطا کرے گی اس ہاسپٹل کا نام جس میں زنانہ ہاسپٹل بھی شامل ہوگا۔ میرٹھ کے کلکٹر ماسٹر لوپر کے نام پر لوپر ہاسپٹل رکھا گیا ہے ہزآنر نے اس امر پر اظہار خوشنودی کیا کہ اس کار خیر میں دو معزز لیڈیوں نے بڑی بڑی رقمیں عطا کیں ہیں ایک لندہور کی رانی دہرم کور صاحبہ نے اور ایک سندر کور صاحبہ نے۔

ڈھاکہ کے خاص مجسٹریٹ کثرت کار کے باعث فوت ہوگئے

خبر آئی ہے کہ جنیدہ اڈمرٹن کے مردم خوار وحشی آدمیوں نے ایک کشتی پکڑی ہے جس پر تین انگریز اور تین چینی سوار تھے صرف ایک انگریز بھاگ کر بچا ہے اور باقی پانچوں کو وہ کھا گئے ہیں۔

ہندوستان میں دو ہزار پانچسو اکہتر چھاپہ خانے ہیں انہیں دس سال کے بعد فی ایکصد ۱۸ کارخانہ اضافہ ہوا ہے



گلدستۂ اخبار

امرتسر سے انبالہ تک ریلوے لائن ڈبل کرنے کا کام قلت زر کی وجہ سے بند کر دیا گیا۔ جب کبھی فالتو روپیہ ہوگا تو شاید پھر شروع کیا جاوے۔ پبلک حیران ہے کہ ایک ضروری کام جس سے نہ صرف ریلوے سفر کا خطر کم ہوتا بلکہ آمدنی بھی زیادہ ہو جاتی کیوں بند کیا گیا۔

مسٹر گیٹ شملہ پہونچ گئے ہیں۔ اور کمشنر مردم شماری کے عہدے کا چارج لے لیا۔ یہ مردم شماری سنہ ۱۹۱۱ء میں ہوگی۔

حضور وائسرائے کے پرائیویٹ سیکرٹری نے تار بھیجا ویسٹرن ریلوے کے منیجر کے نام تار بھیجا ہے کہ زلزلہ ریلیت میں جو لوگ ہلاک ہوئے ہیں اُن کے عزیزوں سے وائسرائے بہادر کو دلی ہمدردی ہے۔ اور اُن کے نقصان کا افسوس ہے۔

حامی اسلام کے نام سے لال کرتی بازار میدہ محلہ میرٹھ میں ایک انجمن قایم ہوئی ہے۔ جس کی غرض یہ ہے کہ آریوں کے اعتراضات کی تردید کریں۔ کاش کہ انجمن مذکور اس سودائے بے سود کی جگہ اسلامی تعلیم کی اشاعت کا کام اپنے ذمہ لیتی۔

جن ملکوں میں آلو بکثرت ہوتے ہیں وہاں یہ کئی کاموں میں لائے جاتے ہیں۔ جرمن وبلشن میں یہ مویشیوں کے چارے میں کام دیتے ہیں۔ کچھ دودھ اور معمولی اسی کی کھلی ملاکر ان آلوؤں کی خاص قسم کی کھلی بنائی جاتی ہے۔ جو مویشیوں کے لئے بڑی مفید خوراک ثابت ہوتی ہے۔

مقام برنوئی ضلع میانوالی میں ایک مسلمان قصابئے بکری کے گوشت کے نام سے بہت سے ہندوؤں کو گائے کا گوشت کھلا دیا۔ اب وہ لوگ پراسچت کر رہے ہیں۔ ہماری رائے میں پہلے ان کو بکرے کا گوشت کھانے سے پراسچت کرنا چاہیے اس کے بعد گائے کا گوشت کھانیکا کریں۔

اخبار اسٹیٹسمین کلکتہ۔ طوفان بنگال کے مصیبت زدگان کے لئے امدادی چندہ کھولنے کی تحریک کرتا ہے ضرور چاہیے۔

دیوگڈھ (متصل بریانا تھ) ایک سنیاسی اپنی مرضی کے مطابق ایک زمین دوز غار میں بند ہو گیا ہے اور اوپر سے تختے لگا کر ۱۲ فٹ مٹی ڈال دی گئی ہے۔ اس کا دعوی ہے کہ وہ کچھ عرصے کے بعد زندہ نکل آئیگا۔ یوگ بیاس کے ماننے والے یقین کرتے ہیں کہ وہ ضرور ایسا کریگا۔

بادشاہ معظم کا جنم دن
چرچ مشن اسکول امرتسر میں

۹ نومبر کا جہاں کو شاہ ہند کے جنم دن کی تقریب میں امرتسر مشن اسکول میں تعطیل رہی اور رات کے ۷ بجے ایک تفریحی جلسہ ہوا۔ اس جلسے پر تقریباً تمام طلباء اسکول اور استاد صاحبان حاضر تھے۔ سب سے پہلے چند لطف دار اور ہنسانے والے کھیل کھیلے گئے۔ اس کے بعد جناب ایل۔ ایم۔ سرکار صاحب بی۔ اے ہر دلعزیز اور لایق ہیڈ ماسٹر نے ایک نہایت عجیب وغریب کھیل کر کے دکھلایا پھر راگ و ساز شروع ہوا اور مسٹر اے۔ سی۔ سرکار نے اپنی خوش الحان آواز اور دل آویز ایکٹنگ سے حاضرین کو محو کر دیا۔ سردار اُجاگر سنگھ ڈرل ماسٹر نے تبدنہ کر کے ایک بڑا دلچسپ اور مضحکہ خیز گیت گایا۔ لا بھ چند اور صادق حسین اور احمد حسین نے بھی حاضرین کو محظوظ کیا پھر اور چند کھیل کھیلے گئے جس میں کرہ ٹیاسٹر صاحب نے بہت حصہ لیا۔ اور مسٹر اے۔ سی۔ سرکار نے جو کہ ہیڈ ماسٹر صاحب کے برادر اصغر ہیں۔ ایک الوداعی گیت گایا۔ جلسہ ملک معظم کے لئے نعرۂ خوشی کے بعد ختم ہوا۔

الراقم
ٹی۔ ایل۔ آر

رسید زر

مس ای۔ شارپ	۱۹۰۹ء	[illegible]
پادری آر۔ بائیڈ جگادھری	سنہ ۱۹۱۰ء	[illegible]
مسٹر رستم خاں	سنہ ۱۹۰۹ء	[illegible]
مسٹر ایس ڈیوڈ	"	[illegible]
مس ریچرڈسن	اشتہار	[illegible]
پادری ایس بال	سنہ ۱۹۰۹ء	[illegible]
مسٹر جوزف تھرسٹن	یکم اکتوبر سنہ ۱۹۱۰ء	[illegible]
مسٹر پی۔ ٹی۔ جان لیبی	"	[illegible]
پادری ڈاکٹر ہاروی	سنہ ۱۹۰۹ء	[illegible]
پادری ایچ جے سمتھ	"	[illegible]
منشی فیض اللہ	"	[illegible]
منشی غلام مسیح	"	[illegible]
پادری کینن ایم جی۔ گولڈ سمتھ ۱۰ کاپی یکم نومبر سنہ ۱۹۱۰ء		[illegible]
ڈاکٹر نجم الدین	سنہ ۱۹۰۹ء	[illegible]
بابو جیسری سنگھ	"	[illegible]
مس ای۔ ایم پوٹر	" دو کاپی	[illegible]
مسٹر این۔ ہوز	اشتہار	[illegible]
پادری سکہ بعل	سنہ ۱۹۰۹ء	[illegible]
بابو ہری سنگھ	"	[illegible]
مسٹر جی۔ اے۔ رائے	یکم نومبر سنہ ۱۹۱۰ء	[illegible]
پادری ڈی۔ آر۔ گارڈن	سنہ ۱۹۰۹ء	[illegible]
مس سلیم	اشتہار	[illegible]
پادری بی۔ اے۔ شدف	نصف ۱۹۰۹ء	[illegible]
مسٹر ایس۔ ای۔ الکزنڈر	سنہ ۱۹۰۹ء	[illegible]
پادری ہنری فورمن	یکم نومبر سنہ ۱۹۱۰ء	[illegible]
پادری میٹی سن واسطے محمد وصی علی		[illegible]

انگلستان میں شدت بارش سے ریلوے لائنیں بہ گئیں۔ ایک پل ٹوٹ گیا۔ اور ایک مالگاڑی دریا میں گر پڑی۔

کلکتہ کے مشہور ڈاکٹر ایس کے برمن کی

بنائی ہوئی

فصلی بخار اور طحال کی دوا

یہ دوا پچیس برسوں سے سارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے اگر آپ بخار میں مبتلا ہوں اور ہر قسم کے علاج کر کے تھک گئے ہوں تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ منگوا کر ضرور آزمائش کیجئے اس دوا میں جو فائدے لاجواب ہیں۔ یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے اس لئے اس کے چار پانچ خوراک پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے اور یہ خون کو گاڑھا کر نیکو اور اسکی خرابیوں کو شفا ہے اور تلی کو گلاتی ہے۔ قیمت بڑی شیشی ۱۲ مہر محصولڈاک ۵ ۵ر دو شیشی تک ۵ قیمت چھوٹی شیشی ۸ محصولڈاک ۵ دو شیشی تک۔

داد کا مجرب مرہم

ایک دفعہ کے لگانے سے کھجلی بھی ہو جاتی ہو۔ دو تین مرتبہ کے لگانے سے ایکدم اچھا ہو جاتا ہے قیمت فی ڈبیہ ۸ر محصولڈاک ایک سے چھ ڈبیہ تک ۵ر اور بارہ ڈبیہ تک ۸ر ہر چیز کی فہرست دواخانہ کی مفت ملتی ہے۔

المشتہر ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵-۶ تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

پریسبٹیرین بیواؤں اور یتیموں کا فنڈ

یہ دیسی مسیحیوں کا سب سے پرانا فنڈ ہے اس سے بیواؤں اور یتیموں کو پنشن ملتی ہے۔ اور بچے بھی جبکہ وے سکولوں میں تعلیم پاتے وظیفے پا سکتے ہیں ۱۷ برس میں اس فنڈ نے ۲۰ ہزار روپیوں سے اوپر بیواؤں اور یتیموں کو پنشن دی ہے اگرچہ ممبران نے صرف ستر ہزار روپئے چندہ اس فنڈ میں دیا ہے اور قریباً آدھ لاکھ روپئے سود سے اس فنڈ میں آ چکے ہیں جس حساب سے اب بنک میں ۴۳ ہزار روپیہ نقد موجود ہے ہر ایک مسیحی مرد اور عورت اس کا ممبر ہو سکتا ہے۔

رپورٹ نئے پراسپیکٹس (اردو انگریزی) میں منیجنگ ڈائرکٹر پادری والٹر بی کلارک ایم - اے نولکھا لاہور کو لکھنے سے بہت جلد مل سکتے ہیں۔

تپ دق کی اکسیر دوا

صاحبان یہ دوا ایک پوڈر (سفوف) جو کہ انگریزی و یونانی ادویہ کا مرکب ہے پرانے بخار کھانسی کو جس کو ڈاکٹروں اور حکیموں نے تپ دق قرار دیا ہو چار سے عمر ہو میں از حد فائدہ مند ثابت ہوتی ہے سینکڑوں دوائیوں کا تجربہ کیا۔ مگر اس سے زیادہ مفید کسی کو نہ پایا۔ جہاں آپ نے انگریزی مکسچر س اور پیٹنٹ ادویہ اسکاٹ املشن - پیٹر ولیم املشن - ٹیرول گریالٹ سرپ - ماریول پٹز - لنگ لائیڈس پلز وغیرہ - اور یونانی ادویہ عرق خمیرہ قرص کافور - وطباشیر اور کشتہ ابرق وہڑتال وغیرہ استعمال کرنے سے فائدہ نہ اٹھایا ہو صاحبان ہماری ایجاد کردہ دوا کو بھی استعمال کر کے تجربہ فرمائیں۔ خدا کے فضل سے فائدہ یقیناً ہوگا۔ اس دوا سے بھوک لگتی ہے اور جسم میں بہت طاقت پیدا ہوتی ہے مرض آہستہ آہستہ دور ہو جاتا ہے پندرہ روز کی دوا قیمت ایک روپیہ بارہ آنہ (عہ) محصولڈاک بذمہ خریدار۔

ہیلتھ ریسٹورر پوڈر - یہ دوا مندرجہ ذیل امراض کو از حد فائدہ مند ہے ہر ایک گھر میں موجود رہنی چاہیے پھر ڈاکٹر اور حکیم کی بہت کم ضرورت ہوگی تاپ تلی - جلودھر - باؤگولہ بدہضمی - پیٹ میں ہوا کا بھرنا - کم بھوکھ - دودھ کا ہضم نہ ہونا - درد گردہ و کمر دردشکم - درد سر پرانہ - درد جگر ہر قسم پرانے دست و پیچش - ہیضہ وغیرہ - ۲۰ اونس کی شیشی قیمت ایک روپیہ چار آنہ (عہ)

ٹانک پلز یہ گولیاں انگریزی و یونانی نہایت ہی مقوی پر تاثیر ادویہ سے تیار کیں ہیں۔ از حد طاقت پیدا کرتی ہیں ہر قسم کی کمزوری کو دور کرنے میں لاثانی ہیں قیمت ۴۰ گولیوں کی ڈبیہ عہ دوائی بواسیر یہ دوا بواسیر خونی و بادی کو جڑ سے دور کرتی ہے دوبارہ نہیں ہوتی ہے قیمت ایک روپیہ آٹھ آنہ (عہ)

پتہ۔ این متھائیس (فیز یشین) پروپرائٹر یونانی میڈیکل ہال راولپنڈی شہر

شرح اجرت اشتہارات

مقدار اشتہار	سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
کالم کا آٹھواں حصہ	۸ر	۸ر	ے
چوتھائی کالم	۸ر	ے	عہ
نصف کالم	ے	عہ	لعہ
پورا کالم	عہ	لعہ	سہ
پورا صفحہ	سہ	صہ	لعہ

ایک دفعہ کے لئے فی سطر ۸ر بعد کے لئے ۱ر فی سطر ایک پیسہ سے کم کسی اشتہار کے لئے نہ لیا جائیگا۔

نوٹ۔ نامہ نگار اپنی تحریروں کے آپ ذمہ دار ہیں

سی بی ہائی سکول لودیانہ

قائم شدہ ۱۸۷۵ء

پر فضا محل وقوع

مستند استادان

تسلی بخش انتظام و کھانا عمدہ

حرفتی کارخانجات

صرف نیک چلن عیسائی طلبا داخل ہو سکتے ہیں

شرح خرچ خوراک معہ فیس جماعت فی ماہ صہ

اگر دو طالب علم ایک ہی خاندان کے ہوں للعہ ۳۰ یا زیادہ صہ کتب وغیرہ کا خرچ علاوہ ہوگا۔

کارخانہ متعلقہ سکول ہذا میں جن رکشا کرو کوئن کریم وغیرہ و دیگر سامان مثل الماری میز کرسی بوغیرہ وغیرہ نہایت عمدہ اول درجہ کی لکڑی کا نہایت ارزاں قیمت پر تیار ہوتا ہے۔ قیمت رکشا الغ ۹۵ سے ۱۰ ہ تک کرو کوئل نعہ

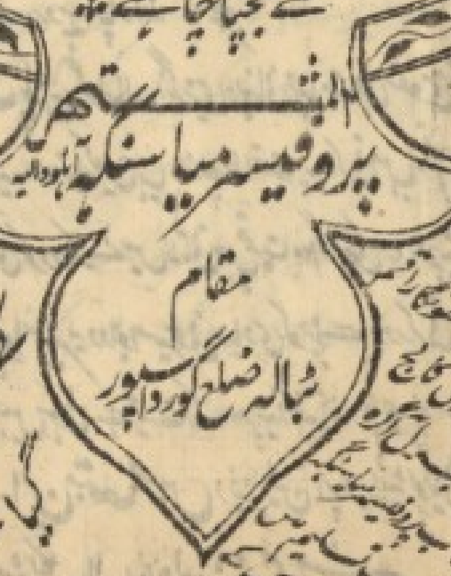
مزید دریافت حال کے لئے منیجر صاحب اسکول ہذا سے خط کتابت کریں۔



مصدقہ جناب اسسٹنٹ کیمیکل اگزامینر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معزز انگریزوں میڈیکل کالج کے پروفیسروں نامور ڈاکٹروں والیان ریاست اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یورپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی تصدیق فرمائی ہے کہ یہ سرمہ امراض ذیل کیلئے اکسیر ہے ضعف بصارت تاریکی چشم جالا پڑوال غبار پھولا سبل سرخی ابتدائی موتیابند پانی جانا خارش وغیرہ معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھجاتی ہے اور عینک کی کبھی حاجت نہیں رہتی بچے سے بوڑھے تک کو یہ سرمہ یکساں مفید ہو قیمت اس لئے کم رکھی ہے کہ ہر خاص و عام اس سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ ممیرے کا سفید سرمہ اعلی قسم فی تولہ ۳ خالص ممیرہ فی ماشہ بیس روپیہ مصری تولہ ۱۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اخبار کا حوالہ ضرور دیں نقلی و جعلی ممیرے کے سرمہ کے اشتہاروں سے بچنا چاہیئے ۔۔

المشتہر
پروفیسر میا سنگھ آبھودایا



اگر کوئی شخص

ہزار روپیہ کا انعام



پادری ای ایم ویری صاحب ڈی ڈی ایڈیٹر و منیجر نور افشاں کے لئے مشن پریس لودیانہ میں باہتمام ... چھپا اور شائع ہوا۔